ترجمانِ فکرِ امینِ ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اندھیری شب ہے، جدا اپنے قافلے سے تو
تیرے لیے ہے میری شعلہ نوا قندیل
(اقبالؒ)

جلد نمبر 5 | جولائی، اگست، ستمبر 2011ء | شمارہ 3

ناشر
اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

QUARTERLY SARGODHA PAKISTAN

QAFLA-e-HAQQ

باہتمام: احناف میڈیا سروس AMS

اسکولز، کالجز و یونیورسٹیز کے طلباء و طالبات کے لیے
اہم خوشخبری
صراطِ مستقیم کورس
تالیف
متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
صراطِ مستقیم کورس
(برائے مرد حضرات)
صراطِ مستقیم کورس
برائے خواتین
آیات قرآنیہ..... احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم
...........عقائد اہل السنت والجماعت
......قرآن کریم کا صحیح تلفظ اور ادائیگی
...........روزمرہ کے مسائل پر مشتمل
مسنون دعاؤں کے التزام کے ساتھ
مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 0321-6353530
کورس منگوانے اور دیگر تفصیلات کے لیے رابطہ کریں
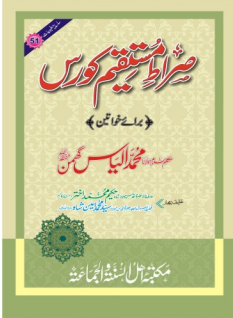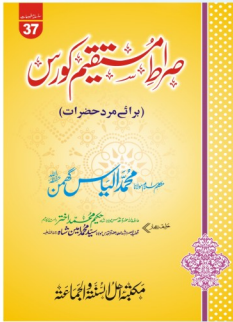
ترجمان فکر امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
مجلہ سہ ماہی
قافلہ حق سرگودھا
مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن
جلد نمبر 5
جولائی، اگست، ستمبر 2011ء
شمارہ 3
بیاد
مناظر اسلام، وکیل احناف
مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
بفیضان نظر
امین العلماء قطب العصر
مولانا سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
پسند فرمودہ
امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ
زیر نگرانی
مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
مجلس مشاورت
مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی
مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی
مولانا محمد طیب حنفی
مولانا مفتی محمد مجاھد
مولانا مفتی امداد اللہ انور
مولانا عبداللہ عابد وڑائچ
مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی
مولانا محمد اسماعیل محمدی
قیمت فی شمارہ
25/- روپے
جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ہمراہ بھیجیں
منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ مکمل واضح اور خوشخط لکھیں
ہر بار خط و کتابت میں اپنا مکمل پتہ لکھیں
خط میں رقم ڈال کر ہرگز نہ بھیجیں
بیرون ممالک
امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر...... سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر...... سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر...... سالانہ
ایجنسی ہولڈر مہر لگائیں یا ہدیہ دینے والے احباب اپنا نام تحریر فرمائیں
برائے رابطہ
دفتر سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
Cell No: 0332-6311808

آئینۂ مضامین

رابطے کے لیے:

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

0332
6311808

websites>http://ahnafmedia.com,alittehaad.org Email>markazhanfi@gmail.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه......الآیة

ترجمہ: مہاجرین وانصار میں سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جو ان کی اتباع کرتے ہیں اچھے طریقے پر اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی۔

تشریح: صحابہ کرام کا معیار حق ہونا تو روز روشن کی طرح واضح ہے آیت کریمہ میں صحابہ کرام کے متبعین کے بارے میں بھی اعلان ہے کہ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ **والذین اتبعوھم** کے مصداق اول حضرات تابعین ہیں اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں۔

ائمہ کرام کی تصریحات:

☆......امام محمد بن اسحاق بن ندیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے تھے متعدد صحابہ کرام سے ان کی ملاقات ہوئی۔(۱)

☆......امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات صحابہ کرام کا دور پایا ہے اور صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت بھی کی ہے۔(۲)

☆......امام ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزء رضی اللہ عنہما کی زیارت کی اور ان سے حدیث مبارک کو سنا بھی ہے۔(۳)

☆......علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔(۴)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام، تابعین عظام اور اولیاء اللہ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

---

(۱) (الفہرست ص ۲۹۸) (۲) (البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۱۰۷)

(۳) (جامع بیان العلم ج ۱ ص ۴۵) (۴) (مناقب الاحکام ابی حنیفہ وصاحبیہ ص ۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **لو کان الایمان عند الثریا لنا له رجال اور جل من هو لاء**(ا)

ترجمہ: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہو تو کچھ مرد یا ان میں سے ایک مرد اس کو حاصل کر لے گا۔

تشریح: جب آیت کریمہ **و آخرین منهم لمایلحقوا بهم** نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ راوی کہتے ہیں کہ سائل نے سوال کو ایک دو مرتبہ دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مذکورہ بالا حدیث ارشاد فرمائی۔ بخاری کے علاوہ مسند احمد اور موارد الظمان وغیر میں اس سے ملتے جلتے الفاظ سے منقول ہے۔

......امام سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **بشر النبی صلی الله علیه وسلم بالامام ابی حنیفة فی الحدیث الذی اخرجه ابو نعیم فی الحلیه.** (۲)

کہ اس حدیث (جس کو امام ابونعیم نے حلیہ میں ذکر فرمایا ہے) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت دی ہے۔

......امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "**ان الامام اباحنیفة هو المراد من هذا الحدیث ظاهر لا شک فیه.**"(۳)

اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مراد ہونا بالکل ظاہر ہے اس میں کوئی شک نہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایسی عظیم المرتبت شخصیت ہیں جن کے بارے میں احادیث مبارکہ میں پیشن گویاں موجود ہیں اللہ ہم سب کو احادیث کے مقتضا اور منشاء پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

(ا) (بخاری ج ۲ ص ۷۲۷) (۲) (تبییض الصحیفہ ص ۳) (۳) (الخیرات الحسان ص ۱۳)

روز ازل سے یہ بات چلی آ رہی ہے کہ ہر عظیم المرتبت شخصیت کے مخالفین بھی ہوتے ہیں اور متبعین بھی۔ متبعین اس شخصیت پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں، جب کہ مخالفین کا وطیرہ چلا آ رہا ہے کہ وہ اس شخصیت کی بے جا مخالفت میں جھوٹ، اتہام اور زبان درازی کرتے ہیں یہی کچھ سید الفقہاء والمحدثین امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے ساتھ بھی ہوا آپ کے متبعین نے جہاں آپ کی مدون کردہ فقہ کو درس وتدریس سے کونے کونے تک پہنچایا وہاں اس (فقہ) کو عملاً نافذ کر کے معاشرہ میں امن، سکون، انصاف اور عدل کی بہاریں لٹا دیں، دوسری طرف مخالفین جو سوائے اپنا نامہ اعمال سیاہ کرنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکے۔

آج کے دور میں مخالفین کی روحانی نسل پھر سے امام اعظم ابو حنیفہ کی شخصیت پر کیچڑ اچھالنے اور ان کی بے داغ زندگی کو (العیاذ باللہ) داغدار ثابت کرنے کے لیے چند شبہات کو ہوا دینے کا منفی پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ ہم ان شاء اللہ انتہائی مثبت انداز میں امام صاحب کے مناقب بھی بیان کریں گے اور آپ کی ذات پر کیے جانے والے اعتراضات کا دفاع بھی اس سلسلے میں اتحاد اہل السنّت والجماعت پنڈی کے زیر اہتمام مورخہ 19 جون کو اسلام آباد میں ایک عظیم الشان سیمینار کا انعقاد ہو رہا ہے اس کے اغراض ومقاصد میں جامع بات یہی ہے کہ فقہ اور فقہاء کی اہمیت کو بیان کر کے معاشرے میں مروج اور موجود ایسے تمام رسوم ورواج کو بالکل جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے جن سے علمی فتنے اور عملی فسادات رونما ہو رہے ہیں ہم مثبت انداز میں سیاست اور عسکریت سے بالکل الگ تھلگ اپنی علمی کاوشوں میں شب وروز مصروف ہیں ہاں! البتہ اگر دین کے نام پر علمی اور اعتقادی فتنے دین ہی کو نقصان دینے کا سوچیں گے تو ہم اپنے اکابر کے نقش قدم پر ان کا بھرپور علمی انداز سے جواب پہلے بھی دیتے تھے، اب بھی دے رہے ہیں اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے۔ باقی رہا ضد اور تعصب...... سیدھی سی بات ہے ہمارے پاس اس لاعلاج مرض کا کوئی دوا نہیں

قارئین ذی وقار! حرماں نصیب لوگوں نے امام صاحب کی شخصیت پر ویسے تو کئی ''لام کاف'' کہے ہیں اور اتہامات لگائے اور پھیلائے ہیں لیکن ان میں چند ایک کو مخالفین بہت مضبوط سمجھتے ہیں ذیل میں اللہ کی توفیق سے ان شبہات کا جائزہ لیتے ہیں۔

خطیب بغدادی کی تاریخ کا حوالہ دیتے ہوئے امام عبداللہ بن مبارک کے قول کو پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: **کان ابو حنیفة یتیماً فی الحدیث(۱)**

کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں ''یتیم'' تھے۔ محمد یوسف جے پوری نے بھی اسی بات کو ''قیام اللیل'' کے حوالے سے نقل کیا ہے۔(۲)

یتیما فی الحدیث کا کلمہ تنقیص اور جرح کے لیے نہیں بلکہ کلمہ مدح ہے کیونکہ محاورہ میں ''یتیم'' کے معنی یکتا، منفرد اور بے مثل کے بھی آتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں!!!

''کل شئ مفرد یعنی نظیرہ فھو یتیم یقال درۃ یتیمۃ.''(۳)

ہر وہ اکیلی چیز جس کی مثال کمیاب ہو ''یتیم'' ہے جیسے کہا جاتا ہے **درۃ یتیمۃ** (نایاب موتی)

باقی امام عبداللہ بن مبارک تو امام ابوحنیفہ کے ایسے مداح ہیں کہ ان کی زبان مبارک سے امام صاحب کے بارے میں ہمیشہ مدح اور منقبت ہی صادر ہوئی ہے۔ مثلاً وہ خود فرماتے ہیں کہ

''افقہ الناس ابو حنیفة مارایت فی الفقہ مثلہ''

لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ ابوحنیفہ ہیں، میں نے فقہ میں ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔(۴)

یہی امام عبداللہ بن مبارک یہ بھی فرماتے ہیں کہ

'' لو لا ان اللہ تعالیٰ اغاثنی بابی حنیفة وسفیان کنت کسائر الناس.''(۵)

''اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ اور امام سفیان کے ذریعہ میری مدد نہ کرتا تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔''

امام ابوحنیفہ کی مزید مدح کرتے ہوئے امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

''ان کان الاثر قد عرف واحتیج الی الرائ؛ فرای مالک وسفیان وابی

---

(۱) (تاریخ بغداد، خطیب ج ۱۱ ص ۲۹۲) (۲) (حقیقۃ الفقہ ۱۱۸)

(۳) (الصحاح امام جوہری ج ۵ ص ۳۴۲، مختار الصحاح امام رازی ج ۱ ص ۷۴۵، المعجم الوسط ج ۲ ص ۱۰۶۳)

(۴) (تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۶ ص ۵۵۹، ۵۶۰) (۵) (تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۶ ص ۵۵۹، ۵۶۰)

حنیفة و ابو حنیفه احسنهم و ادقهم فطنة و اغوصهم علی الفقه وهو افقه الثلا ثة."(۱)

''اگر اثر (حدیث) میں فقہ کی ضرورت پیش آئے تو اس میں امام مالک امام سفیان اور امام ابوحنیفہ کی رائے معتبر ہوگی۔ امام ابوحنیفہ ان سب میں عمدہ اور دقیق سمجھ کے مالک ہیں فقہ کی باریکیوں میں گہری نظر رکھنے والے اور تینوں میں بڑے فقیہ ہیں۔''

بلکہ امام ابوحنیفہ پر ناز کرتے ہوئے عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ

''هاتوا فی العلماء مثل ابی حنیفة و الا فد عونا ولا تعذبونا ''(۲)

''علماء میں امام ابوحنیفہ کی مثل لاؤ ورنہ ہمیں معاف رکھو اور کوفت نہ دو۔''

ان کے علاوہ کئی اقوال امام صاحب کی منقبت وشان میں امام عبداللہ بن مبارک میں مختلف کتب میں پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا یتیما فی الحدیث سے جرح سمجھنا امام ابوبکر خطیب بغدادی کی غلطی ہے جسے مؤلف ''حقیقۃ الفقہ'' نے محض عناد کی وجہ پیش کیا ہے۔

اس کے علاوہ حافظ ابوالحسن احمد بن ایبک ابن الدمیاطیؒ م ۷۴۹ھ کو قول نقل کر دیا جائے جو اس امر میں کافی ہے، فرماتے ہیں:

''هذا بالمدح اشبه منه بالذم فان الناس قد قالوا درة یتیمة اذا کانت معدودة المثل وهذا اللفظ متداول للمدح لا نعلم احدا قال بخلاف . وقیل؛ یتیم دهره وفرید عصره وانما فهم الخطیب قصر عن ادراک مالایجهله عوام الناس."(۳)

یتیما فی الحدیث کا لفظ مدح کے زیادہ مشابہ ہے نہ کہ ذم کے کیونکہ عام طور پر جب کسی چیز کی مثالیں کم ملتی ہو تو لوگ ''درة یتیمة'' کا لفظ بولتے رہتے ہیں اور یہ لفظ عام طور پر رائج ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے اس میں اختلاف کیا ہو جیسا کہ یتیم دھر اور فرید عصر وغیرہ الفاظ بولے جاتے ہیں خطیب بغدادی کی فہم اس بات کو سمجھنے سے قاصر رہی جس سے عوام بھی بے خبر نہیں۔

اس کے بعد قارئین ہم ایک مشہور اعتراض کی طرف آتے ہیں جو آج کل ہر ایرے غیرے کی تحریر اور تقریر میں سننے اور پڑھنے کو ملتا ہے کہ ''تاریخ ابن خلدون میں ہے کہ فابو حنیفة یقال بلغت

---

(۱) (تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۲۶۶)

(۲) (مناقب موفق مکی ج ۲ ص ۵۲) (۳) (المستفاد من ذیل تاریخ بغداد ج ۲ ص ۹۳)

روایة الی سبعة عشر حدیثاًامام ابوحنیفہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ ان کوسترہ حدیثیں پہونچی ہیں۔''(۱)

اس کا جواب بہت واضح ہے کہ علامہ عبدالرحمٰن بن محمد ابن خلدون م ۸۰۸ھ نے کسی مجہول شخص کا قول نقل کیا ہے اہل علم جانتے ہیں کہ خود لفظ''یقال'' سے تعبیر کرنے میں اس کے ضعف اور باطل ہونے کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔ بلکہ علامہ ابن خلدون نے اس کا یوں رد فرمایا ہے کہ

''وقد تقول بعض المبغضین المتعسفین الی ان منهم من کان قلیل البضاعة فی الحدیث فلهذا قلت روایته ولا سبیل الی هذا المعتقد فی کبار الائمة لان الشریعة انما توخذ من الکتاب والسنة .(۲)

''بغض سے بھرے اور تعصب میں ڈوبے لوگوں نے بعض ائمہ کرام پر یہ الزام لگایا ہے کہ ان کے پاس حدیث کا سرمایہ بہت کم تھا اسی وجہ سے ان کی روایتیں بہت کم ہیں۔ کبار ائمہ کی شان میں اس قسم کی بدگمانی رکھنے کی کوئی معقول وجہ نہیں کیونکہ شریعت قرآن وحدیث سے لی جاتی ہے۔''

اس صراحت سے معلوم ہوا کہ سترہ حدیثیں روایت کرنے کا الزام وغیرہ محض متعصبین کا تعصب ہے، ائمہ حضرات کے دامن اس جیسے الزام سے پاک ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحیح راویات واسانید سے مروی خبار وآثار بیان کر دیے جائیں جن سے امام صاحب کی حدیث میں وسعت اطلاع ،وفور علم اور جلالت شان معلوم ہو۔ چنانچہ

۱: امام ابوعبداللہ الصیمر ی اور امام موفق بن احمد مکی نے اپنی سند سے امام حسن بن صالح سے روایت کیا ہے:''امام ابوحنیفہ ناسخ منسوخ احادیث کے پہچان میں بہت ماہر تھے۔ حدیث جب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے اصحاب سے ثابت ہو تو اس پر عمل کرتے تھے اور اہل کوفہ (جو اس وقت حدیث کا مرکز تھا) کی احادیث کے عارف تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کے حافظ تھے۔(۳)

۲: امام موفق مکی سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ امام ابو یوسف فرماتے ہیں:''(امام ابو حنیفہ کے قول کی تقویت میں) کبھی مجھے دو احادیث ملتی اور کبھی تین میں انہیں امام صاحب کے پاس لاتا تو آپ بعض کو قبول کرتے بعض کو نہیں اور فرماتے کہ یہ حدیث صحیح نہیں یا معروف نہیں، تو میں عرض کرتا

---

(۱)(حقیقت الفقہ ص ۱۱۸؛ محمد یوسف غیر مقلد و دیگر کتب غیر مقلد)

(۲)(تاریخ ابن خلدون ج ۱ص ۶۶۲) (۳)(اخبار ابی حنیفہ للصیمری ص ۱۱، مناقب موفق مکی ج ۱ص ۹۸)

حضرت آپ کو کیسے پتا چلا؟ تو فرماتے کہ میں اہل کوفہ کے علم کو جانتا ہوں۔''(۱)

۳: امام یحییٰ بن نصر بن حاجب فرماتے ہیں:''میں امام ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کا گھر کتابوں سے بھرا ہوا تھا میں نے عرض کی یہ کیا ہیں؟ فرمایا:

''یہ ساری احادیث ہیں، میں ان سے وہ بیان کرتا ہوں جس سے عوام کو نفع ہو۔''(۲)

۴: امام حافظ اسماعیل العجلونی الشافعی م۱۱۶۲ھ فرماتے ہیں:''(ابوحنیفہ) **فھو رضی اللہ عنہ حافظ حجۃ فقیہ**۔(۳)

قارئین آپ اندازہ فرمائیں کہ اس قول میں امام صاحب کو حافظ اور حجت کہا گیا حافظ ایک لاکھ احادیث کی سند و متن اور احوال رواۃ کے جاننے والے کو کہتے ہیں اور حجۃ تین لاکھ حدیثوں کے حافظ کو کہتے ہیں۔(۴)

۵: امام محمد بن سماع فرماتے ہیں کہ''امام ابوحنیفہ نے اپنی تمام تصانیف میں ستر ہزار سے کچھ اوپر احادیث ذکر کی ہیں اور اپنی کتاب الآثار چالیس ہزار احادیث سے انتخاب کر کے لکھی ہے۔''(۵)

امام اعظم پر قلت حدیث کا الزام غلط محض ہے آپ کثیر الحدیث تھے اور اصطلاح محدثین میں حافظ و حجت تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔ ہم ان شاء اللہ امام اعظم کی تعلیمات کو اپنائیں گے بھی اور اس کے خلاف ہونے والے گھناؤنے پروپیگنڈے کا علمی سد باب بھی کریں گے اور ہم اس کے لیے پرعزم ہیں کہ وطن عزیز میں فقہ حنفی کو نافذ کیا جائے اگر ہمیں اس کے لیے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنی پڑی تو ہم اس کو اپنے لیے سعادت سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے اور روز قیامت اپنے امام ابو حنیفہ کی معیت اور صحابہ کرام کی پیروی میں بہشت کے ان اعلیٰ درجات میں جگہ عطا فرمائے جہاں ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کا شرف نصیب ہو......آمین والسلام

محمد الیاس گھمن

مرکزی ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنّت والجماعت پاکستان

---

(۱)(مناقب موفق مکی ج ۲ ص ۱۵۱، مناقب کردری ج ۲ ص ۱۰۳) (۲)(مناقب ابی حنیفہ للنیسا بوری بحوالہ مناقب کردری ج ۱ ص ۱۵۱، مسند ابی حنیفہ لابی نعیم بحوالہ الجواہر المنیفہ للزبیدی ص ۳۱ مناقب موفق مکی ج ۱ ص ۹۵)

(۳) (عقد الجوہر الثمین للعجلونی ص ۴) (۴) (قواعد فی علوم الحدیث؛ عثمانی ص ۲۹)

(۵) (مناقب کردری ج ۱ ص ۱۵۱، ذیل الجواہر المضیئۃ؛ ملا علی القاری ج ۲ ص ۴۷۴)

مولانا داؤد غزنوی! فرماتے ہیں ایک عجیب بات ہے کہ اہل حدیث عموماً نہایت متشدد ہوتے ہیں تھوڑی سی بات پر سخت سے سخت نکتہ چینی کرتے ہیں۔(۱)

(1) مولانا داؤد غزنوی فرماتے ہیں:

ائمہ دین نے جس کی جو خدمت کی ہے امت قیامت تک ان کے اس احسان سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی، ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لیے جو شخص سوء ظن رکھتا ہے یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اس کے سوء خاتمہ کا خوف ہے ہمارے نزدیک ائمہ دین کی ہدایت و درایت پر امت کا اجماع ہے۔(۲)

(2) ائمہ کرام کا ان (مولانا داؤد غزنوی) کے دل میں انتہائی احترام تھا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا اسم گرامی بے حد عزت سے لیتے ہیں۔ایک دن مولانا اسحاق ان کی خدمت میں حاضر تھا جماعت اہل حدیث کی تنظیم کے متعلق گفتگو شروع ہوئی بڑے دردناک لہجے میں فرمایا: ''مولوی اسحاق! جماعت اہل حدیث کو امام اعظم ابوحنیفہ کی روحانی بددعا لے کے بیٹھ گئی ہے ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے کوئی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثوں کا علم گردانتا ہے جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد یکجہتی کیونکر ہو سکتی ہے؟ **یا غربة العلم انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ**۔(۳)

(3) حضرت مولانا مفتی محمد حسن نے ایک مرتبہ مولانا عبد الجبار غزنوی کی ولایت کا واقعہ سنایا۔ وہ واقعہ یوں تھا کہ امرتسر میں ایک محلّہ تنلیاں تھا جس میں اہل حدیث حضرات کی اکثریت تھی، وہاں عبد العلی نامی ایک

---

(۱) (داؤد غزنوی ص 18) (۲) (داؤد غزنوی ص 373) (۳) (داؤد غزنوی ص 127)

مولوی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی سے پڑھا کرتے تھے ایک بار مولوی عبدالعلی نے کہا: ''ابوحنیفہ سے تو میں اچھا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔'' اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار کو پہنچی وہ بزرگوں کا نہایت ادب احترام کیا کرتے تھے انہوں نے یہ بات سنی تو ان کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا انہوں نے حکم دیا کہ ''اس نالائق کو مدرسہ سے نکال دو۔'' وہ طالب علم جب مدرسہ سے نکالا گیا تو مولانا عبدالجبار غزنوی نے فرمایا: ''مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہوجائے گا۔'' مفتی محمد حسن راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہوگیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا اس واقعہ کے بعد کسی نے مولانا عبدالجبار غزنوی سے سوال کیا : ''حضرت! آپ کو کیسے علم ہوگیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہوجائے گا؟'' فرمانے لگے کہ ''جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی اطلاع ملی اس وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آگئی ''**من عادیٰ لی ولیا فقد اٰذنته بالحرب**'' جس شخص نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔میری نظر میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ولی تھے جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہوگیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے اس لیے ایسے شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا ہے؟؟؟۔(۱)

(4) نوٹ: اسی طرح امرتسر میں سب سے پہلے عمل بالحدیث شروع کرنے والے حافظ محمد یوسف صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر مرزا غلام احمد قادیانی کے موید وحامی بن گئے ۔(۲)

(5) مولانا محبوب احمد صاحب امرتسری لکھتے ہیں: ''جہاں تک مجھے علم ہے وہ یہ ہے کہ امرتسر وگردونواح میں جس قدر مرتد عیسائی ہیں یہ پہلے غیر مقلد ہی تھے۔'' (۳)

(6) مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے دل میں بھی ایک مرتبہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں کچھ غبار آگیا تھا خود لکھتے ہیں: ''میں نے حضرت امام صاحب کے متعلق تحقیقات شروع کیں تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آگیا جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا یکایک میرے سامنے اندھیرا چھا گیا گویا **ظلمات بعضها فوق بعض** کا نظارہ ہوگیا۔معاً خدا تعالی نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ امام صاحب سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو میں نے کلمات دہرانا شروع

---

(۱) (داؤد غزنوی ص 191،192) (۲) (اشاعۃ السنۃ ص 114 ج 21) (۳) (الکتاب المجید ص 8)

کردیے، وہ اندھیرا فوراً کافور ہو گیا اور اس کی بجائے ایک ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا اس وقت سے میری امام صاحب سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گی اور ان شخصوں سے جن کو امام صاحب سے حسن عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں میری اور آپ کی مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالی منکرین معارج قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتے ہیں **افتمارونہ علی ما یریٰ** میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ **ھذا واللہ ولی الھدایۃ خاتمتہ الکلام** اب اس مضمون کو میں ان کلمات پر ختم کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگان دین خصوصاً ائمہ متبوعین سے حسن ظن رکھیں اور گستاخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں کیونکہ اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجب خسران ونقصان ہے **نسئل اللہ الکریم حسن الظن والتأدب مع الصالحین ونعوذباللہ العظیم من سوء الظن بھم فانہ عرق الرفض والخروج وعلامۃ العاقین ولنعم ماقیل** (۱)

از خدا خواتیم توفیق ادب

بے ادب محروم شد از لطف رب

(7) مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے فرمایا: مولانا ثناءاللہ مرحوم امرتسری نے مجھے بیان کیا کہ جن ایام میں، میں کانپور میں مولانا احمد حسن کانپوری سے علم منطق کی تحصیل کرتا تھا اختلاف مذاق ومشرب کے سبب سے احناف سے میری گفتگو رہتی تھی ان لوگوں نے مجھ پر یہ الزام تھوپا کہ "تم اہلحدیث لوگ ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرتے ہو" میں نے اس کے متعلق میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ الکل سید نذیر حسین صاحب مرحوم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو جو ائمہ کے حق میں بے ادبی کرے چھوٹا رافضی جانتے ہیں علاوہ بریں میاں صاحب مرحوم "معیار الحق" میں امام صاحب کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں: "**امامنا وسیدنا ابو حنیفۃ افاض اللہ علیہ شابیب العفو والغفران**." نیز فرماتے ہیں (امام صاحب) کا مجتہد ہونا، متقی اور پرہیز گار ہونا کافی ہے ان کے فضائل میں آیت کریمہ **ان اکرمکم عند اللہ اتقکم** زینت بخش مراتب ان کے لیے ہیں۔(۲)

(8) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی فرماتے ہیں: "ہر چند کہ میں سخت گناہ گار ہوں، لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابوعبداللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیرآبادی کی صحبت وتلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ گئی ہے کہ بزرگان دین خصوصا ائمہ

---

(۱) (تاریخ اہلحدیث ص 79) (۲) (حاشیہ تاریخ اہلحدیث ص 80)

متبوعین سے حسن عقیدت نزول برکات کا ذریعہ ہے۔"(۱)

(9) مولانا محمد ابراہیم صاحب؛ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کے متعلق لکھتے ہیں: "آپ ائمہ دین کا بہت ادب کرتے تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔"(۲)

(10) نعیم بن حماد خزاعی؛ امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے ہیں **وضع کتبا فی الرد علی الحنفیه** جس نے حنفیوں کے رد میں کئی کتابیں تصنیف کیں عیب گوئی میں جھوٹی حکایتیں بھی گھڑ لیتا جو سب کی سب جھوٹ ہیں۔(۳)

مولانا سیالکوٹی نے مکمل بحث کے بعد لکھا: "خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں کی اس کی روایت کی بنا پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ امام برحق میں بدگوئی کریں، جن کو حافظ شمس الدین ذہبی جیسے ناقد الرجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں، حافظ ابن کثیر البدایہ میں آپ کی نہایت تعریف کرتے ہیں آپ کے حق میں لکھتے ہیں: "**احد الائمة الاسلام والسادة الاعلام واحد ارکان العلماء واحد الائمة الاربعة اصحاب المذهب المتبوعة......الی اخره.**" نیز امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ "انہوں نے کہا آپ (ابوحنیفہ رحمہ اللہ) ثقہ تھے اہل صدق سے تھے کذب سے متہم نہ تھے۔ نیز عبداللہ بن داؤد الخریبی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں: "انہوں نے کہا کہ لوگوں کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی نمازں میں امام ابوحنیفہ کے لیے دعا کریں کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن نبویہ کو محفوظ رکھا۔(۴)

یہ شخص (نعیم بن حماد) گرفتار رہا اور وہیں فوت ہوا **فجر باقیاده** (ہتھکڑیوں سمیت) **فالقی فی حفرة ولم یکفن ولم یصل علیه فعل ذالک به صاحب ابن ابی داؤد.**(۵)

دیکھئے گستاخ امام، نماز جنازہ اور کفن اور قبر تک سے محروم رہا۔

(11) عالم باعمل فاضل اکمل حضرت مولانا سید تجمل حسین بخاری لکھتے ہیں: "ایک غیر مقلد مولوی محمد ابراہیم آروی صاحب مکہ مکرمہ گئے اور حضرت قبلہ مولانا سید شاہ محمد علی صاحب رحمہ اللہ مونگیری بھی وہیں تھے مولانا محمد

---

(۱) (تاریخ الحدیث ص79) (۲) (تاریخ اہلحدیث ص428)

(۳) (میزان الاعتدال ج1 ص536 انہایۃ السؤل فی رواۃ الستۃ الاصول بحوالہ تاریخ اہلحدیث ص70 داؤد غزنوی 378)

(۴) (البدایہ ص107/اہل حدیث) (۵) (تاریخ بغداد ص314)

ابراہیم صاحب نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس خواب میں میری حاضری ہوئی اور مجلس مبارک میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی تشریف فرماتھے جناب رسالت مآب نے مجھے فرمایا کہ تم ان یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بدظن ہو قصور معاف کراؤ میں نے امام صاحب کے قدموں میں گر کر معاف کروایا۔(۱)

(12) ایک غیر مقلد طالب علم مدرسہ دیوبند میں پڑھتا تھا اس نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں گستاخی کی اس پر اور طالب علموں نے اسے پیٹ ڈالا۔اس واقعہ کی مولانا نذیر حسین سے شکایت بھی کی حضرت نے فرمایا اس نے امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کیے تھے اس پر طلباء کو غصہ آ گیا مولوی صاحب نے یہ سن کر فرمایا کہ واقعی یہ اس کی بڑی بے جا حرکت تھی۔(۲)

(13) آرا میں بیٹھے ہوئے ایک غیر مقلد نے دوران گفتگو حضرت ابن ھمام رحمہ اللہ کی کچھ تنقیص کی مولانا نذیر حسین نے اسے ڈانٹا یہ بڑے بزرگ تھے ہمارا منہ نہیں کہ ان کی شان میں کچھ کہہ سکیں۔(۳)

الناس فی ابی حنیفه حاسد او جاهل یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں۔

☆☆☆

(نذرانہ عقیدت)

فقاهت ابوحنیفه رحمہ اللہ

مسلم ہے زمانے میں فقاہت بوحنیفہ کی
فقیہ و مجتہد سارے فراست خوب رکھتے تھے
فقہیانِ جہاں کرتے ہیں عزت بوحنفیہ کی
مگر بے مثل ہے فہم وفراست بوحنیفہ کی
کوئی الجھی ہوئی گتھی سلجھنے میں جب نہ آتی تھی
وہ لاینحل مسائل کو یوں حل کرتے تھے چٹکی میں
تو پھر محسوس ہوتی تھی ضرورت بوحنیفہ کی
بیاں میں آ نہیں سکتی ذہانت بوحنیفہ کی
یتیموں بے سہاروں کی وہ کرتے تھے خبر گیری
اے ناداں باز آ بوحنیفہ کی عداوت سے
تھی مثل حاتم سخاوت بوحنیفہ کی
لے جائے گی دوزخ میں عداوت بوحنیفہ کی

---

(۱) (کمالات ص 17)

(۲) (داؤد غزنوی ص 380) (۳) (داؤد غزنوی ص 380)

نام ونسب:

نام: نعمان؛ کنیت: ابوحنیفہ؛ والد کا نام: ثابت؛ القاب: امام اعظم، امام الائمہ، سراج الامہ رئیس الفقہاء والمجتہدین، سید الاولیاء والمحدثین آپ کے دادا اہل کابل سے تھے۔ سلسلہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے: نعمان بن ثابت بن مرزبان زوطی بن ثابت بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیرواں۔

شرح تحفہ نصائح کے بیان کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوۃ والتسلیم تک پہنچتا ہے اور یہاں آ کر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کا نسب مل جاتا ہے۔

خطیب بغدادی نے سیدنا حضرت امام اعظم کے پوتے حضرت اسماعیل بن حماد سے نقل کیا ہے کہ میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن مرزبان از اولاد فرس احرار ہوں۔ اللہ کی قسم! ہم پر کبھی غلامی نہیں آئی۔ میرے دادا حضرت ابوحنیفہ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی ان کے والد حضرت ثابت چھوٹی عمر میں حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر کیے گئے، آپ نے ان کے اور ان کی اولاد کیلئے برکت کی دعا کی اور ہم اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی کی دعا ہمارے حق میں قبول کر لی گئی ہے۔

اس روایت سے ثابت کہ آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی۔ دوسری روایت جو حضرت امام ابویوسف سے ہے اس میں ۷۷ھ ہے۔ علامہ کوثری نے ۷۰ھ کو دلائل وقرائن سے ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ ۷۸ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گئے اور وہاں حضرت عبداللہ بن حارث سے ملاقات ہوئی اور حدیث سنی۔ اسی ۷۰ھ کو ابن حبان نے بھی صحیح بتایا ہے۔

معتمد قول یہ ہی ہے کہ آپ فارسی النسل ہیں اور غلامی کا دھبہ آپ کے آباء میں کسی پر نہیں لگا، مؤرخین نے غیر عرب پر موالی کا استعمال کیا ہے بلکہ عرب میں ایک رواج یہ بھی تھا کہ پردیسی یا کمزور فرد کسی بااثر شخص یا قبیلہ کی حمایت و پناہ حاصل کر لیتا تھا۔ لہذا جبکہ حضرت امام اعظم کے جد امجد جب عراق

آئے تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا۔

امام طحاوی شرح مشکل الآثار میں راوی کہ حضرت عبداللہ بن یزید کہتے ہیں، میں امام اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا، تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: میں ایسا شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جس پر اسلام کے ذریعہ احسان فرمایا، یعنی نومسلم۔ حضرت امام اعظم نے فرمایا: یوں نہ کہو، بلکہ ان قبائل میں سے کسی سے تعلق پیدا کرلو پھر تمہاری نسبت بھی ان کی طرف ہوگی، میں خود بھی ایسا ہی تھا۔

مولی صرف غلام ہی کو نہیں کہا جاتا، بلکہ ولاء اسلام، ولاء حلف اور ولاء لزوم کو بھی ولاء کہتے ہیں اور ان تعلق والوں کو بھی موالی کہا جاتا ہے۔ امام بخاری ولاء اسلام کی وجہ سے جعفی ہیں۔ امام مالک ولاء حلف کی وجہ سے تیمی اور مقسم کو ولاء لزوم یعنی حضرت ابن عباس کی خدمت میں ایک عرصہ تک رہنے کی وجہ سے مولی ابن عباس کہا جاتا ہے۔

کنیت کی وضاحت: آپ کی کنیت ''ابوحنیفہ'' کے سلسلہ میں متعدد اقوال ہیں۔

۱: چونکہ اہل عرب دوات کو ''حنیفہ'' کہتے ہیں اور کوفہ کی جامع مسجد میں وقف کی چار سو دواتیں طلبہ کیلئے ہمیشہ وقف رہتی تھیں۔ امام اعظم کا حلقہ درس وسیع تھا اور آپ کے ہر شاگرد کے پاس علیحدہ دوات رہتی تھی، لہذا آپ کو ابوحنیفہ کہا گیا۔

۲: صاحب ملت حنیفہ، یعنی ادیان باطلہ سے اعراض کر کے حق کی طرف پورے طور پر مائل رہنے والا۔

بشارت عظمی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، اسی مجلس میں سورہ جمعہ نازل ہوئی، جب آپ نے اس سورت کی آیت: **وآخرین منھم لما یلحقوا بھم** پڑھی تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: ''یارسول اللہ! یہ دوسرے حضرات کون ہیں؟ جو ابھی ہم سے نہیں ملے۔ حضور یہ سن کر خاموش رہے، جب بار بار پوچھا گیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاندھے پر دست اقدس رکھ کر ارشاد فرمایا:

''**لو کان الایمان عندالثریا لنالہ رجل من ھؤلاء.**''

اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو اس کی قوم کے لوگ اس کو ضرور تلاش کرلیں گے۔ یہ حدیث متعدد سندوں سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ جس کا مفہوم و معنی ایک ہے۔

علامہ ابن حجر مکی نے حافظ امام سیوطی کے بعض شاگردوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہمارے استاد امام سیوطی یقین کے ساتھ کہتے تھے: ''اس حدیث کے اولین مصداق صرف امام اعظم ابوحنیفہ ہیں کیونکہ امام اعظم کے زمانے میں اہل فارس سے کوئی بھی آپ کے علم وفضل تک نہ پہونچ سکا۔''

والفضل ماشھدت بہ الاعداء کے بموجب نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کو بھی اس امر کا اعتراف کرنا پڑا، لکھتے ہیں: ہم امام دراں داخل ست۔ امام اعظم بھی اس حدیث کے مصداق ہیں۔

امام بخاری کی روایت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت سلمان فارسی کیلئے یہ بشارت نہ تھی کہ آیت میں ''**لما یلحقوا بھم**'' کے بارے میں سوال تھا اور جواب میں آئندہ لوگوں کی نشاندھی کی جارہی ہے، لہذا وہ لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حدیث تو حضرت سلمان فارسی کے لیے تھی اور احناف نے امام اعظم پر چسپاں کردی۔ قارئین! غور کریں کہ یہ دیانت سے کتنی بعید بات ہے!!!!

تعلیم کے مراحل: آپ نے ابتدائی ضروری تعلیم کے بعد تجارت کا میدان اختیار کرلیا تھا آپ ریشم کے کپڑے کی تجارت کرتے تھے، حفص بن عبدالرحمٰن بھی آپ کے شریک تجارت تھے۔ آپ کی تجارت عامیانہ اصول سے بالاتر تھی۔ آپ ایک مثالی تاجر کا کردار ادا فرماتے، بلکہ یوں کہا جائے کہ تجارت کی شکل میں لوگوں پر جود وکرم کا فیض جاری کرنا آپ کا مشغلہ تھا۔

ایک دن تجارت کے سلسلہ میں بازار جارہے تھے، راستے میں امام شعبی سے ملاقات ہوئی، یہ وہ عظیم تابعی ہیں جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام کا زمانہ پایا، فرمایا: کہاں جاتے ہو؟ عرض کی بازار۔ چونکہ آپ نے امام اعظم کے چہرہ پر ذہانت وسعادت کے آثار نمایاں دیکھ کر بلایا تھا، فرمایا: علماء کی مجلس میں نہیں بیٹھتے ہو، عرض کیا نہیں۔ فرمایا: غفلت نہ کرو تم علماء کی مجلس میں بیٹھا کرو۔ کیونکہ میں تمہارے چہرے میں علم وفضل کی درخشندگی کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ امام اعظم فرماتے ہیں: امام شعبی کی ملاقات اور ان کے اس فرمان نے میرے دل پر اثر کیا اور بازار کا جانا میں نے چھوڑ دیا۔ پہلے علم کلام کی طرف متوجہ ہوا اور اس میں کمال حاصل کرنے کے بعد گمراہ فرقوں مثلاً جہمیہ، قدریہ سے بحث ومباحثہ کیا اور مناظرہ شروع کیا۔

پھر خیال آیا کے صحابہ کرام سے زیادہ دین کو جاننے والا کون ہوسکتا ہے؟ اس کے باوجود ان حضرات نے اس طریق کو نہ اپنا کر شرعی اور فقہی مسائل سے زیادہ شغف رکھا، لہذا مجھے بھی اسی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ کوفہ آپ کے عہد پاک میں فقہائے عراق کا گہوارہ تھا جس طرح اس کے برخلاف بصرہ مختلف

فرقوں اور اصول اعتقاد میں بحث ومجادلہ کرنے والوں کا گڑھ تھا۔کوفہ کا یہ علمی ماحول بذات خود بڑا اثر آفریں تھا۔خود فرماتے ہیں: میں علم وفقہ کی کان کوفہ میں سکونت پذیر تھا اور اہل کوفہ کا جلیس وہم نشیں رہا۔ پھر فقہاء کوفہ میں ایک فقیہ کے دامن سے وابستہ ہوگیا۔اس سے مراد حضرت حماد بن ابی سلیمان ہیں جو اس وقت جامع کوفہ میں مسند درس وتدریس پر متمکن تھے اور یہ درسگاہ باقاعدہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد پاک سے چلی آرہی تھی۔اس مبارک شہر میں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام جن میں ستر اصحاب بدر اور تین سو بیعت رضوان کے شرکاء تھے آکر آباد ہوگئے۔جس برج میں یہ نجوم ہدایت اکٹھے ہوں اسکی ضوء فشانیاں کہاں تک ہوں گی؟ اس کا اندازہ ہر ذی فہم کرسکتا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ تھا کہ کوفہ کا ہر گھر علم کے انوار سے جگمگا رہا تھا۔ ہر ہر گھر دارالحدیث اور دارالعلوم بن گیا تھا۔حضرت امام اعظم جس عہد میں پیدا ہوئے اس وقت کوفہ میں حدیث وفقہ کے وہ ائمہ مسند تدریس کی زینت تھے جن میں ہر شخص اپنی اپنی جگہ آفتاب ومہتاب تھا۔کوفہ کی یہ خصوصیت صحاح ستہ کے مصنفین کے عہد تک بھی باقی تھی۔یہی وجہ ہے کہ امام بخاری کو اتنی بار کوفہ جانا پڑا کہ وہ اسے شمار نہیں کرسکے اور صحاح ستہ کے اکثر شیوخ کوفہ کے ہیں۔اس وقت کوفہ میں مندرجہ ذیل مشاہیر ائمہ موجود تھے:

☆ حضرت ابراہیم نخعی فقیہ عراق ☆ حضرت امام عامر شعبی ☆ حضرت سلمہ بن کہیل ☆ حضرت ابواسحاق سبعی ☆ حضرت سماک بن حرب ☆ حضرت محارب بن دثار ☆ حضرت عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ☆ حضرت ہشام بن عروہ بن زبیر ☆ حضرت سلیمان بن مہران اعمش ☆ حضرت حماد بن ابی سلیمان فقیہ عراق۔

سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس وقت صحابہ کرام میں سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ ہی میں تھے۔

کوفہ کو مرکز علم وفضل بنانے میں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام نے جو کیا وہ تو کیا ہی اصل فیض حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کا قاضی اور وہاں کے بیت المال کا منتظم بنایا تھا، اسی عہد میں انہوں نے کوفہ میں علم وفضل کا دریا بہایا۔

اسرار الانوار میں ہے: کوفہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیک وقت چار ہزار افراد حاضر ہوتے۔ایک بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ تشریف لائے اور حضرت ابن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے استقبال کے لئے آئے تو سارا میدان آپ کے تلامذہ سے بھر گیا۔ انہیں دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوش ہو کر فرمایا ابن مسعود! تم نے کوفہ کو علم وفقہ سے بھر دیا، تمہاری بدولت یہ شہر مرکز علم بن گیا۔ پھر اس شہر کو باب مدینۃ العلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے روحانی وعرفانی فیض سے ایسا سینچا کہ تیرہ سو سال گذرنے کے باوجود پوری دنیا کے مسلمان اس سے سیراب ہو رہے ہیں۔ خواہ علم حدیث ہو یا علم فقہ۔ اگر کوفہ کے راویوں کو ساقط الاعتبار کر دیا جائے تو پھر صحاح ستہ نہ رہیں گی۔

امام شعبی نے فرمایا: صحابہ میں چھ قاضی تھے، ان میں تین مدینے میں تھے۔ عمر، ابی بن کعب، زید۔ اور تین کوفے میں علی، ابن مسعود، ابو موسی اشعری۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

امام مسروق نے کہا: میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ان میں چھ کو منبع علم پایا عمر، علی، ابن مسعود، زید، ابو درداء، ابی بن کعب، اس کے بعد دیکھا تو ان چھ حضرات کا علم ان دو میں مجتمع پایا۔ علی اور ابن مسعود۔ ان دونوں کا علم مدینے سے بادل بن کر اٹھا اور کوفے کی وادیوں پر برسا۔ ان آفتاب وماہتاب نے کوفے کے ذرے ذرے کو چمکایا۔ حضرت عمر نے اس شہر کو راس الاسلام، راس العرب، جمجمۃ العرب، رمح اللہ اور کنز الایمان کہا۔

امام اعظم نے امام حماد کی حلقہ تلامذہ میں شرکت اس وقت کی جب آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز ہو گئی تھی اور آپ اٹھارہ سال تک ان کی خدمت میں فقہ حاصل کرتے رہے، درمیان میں آپ نے دوسرے بلاد کا سفر بھی فرمایا، حج بیت اللہ کیلئے حرم شریف میں بھی حاضری کا موقع ملا۔ اس طرح آپ ہر جگہ علم کی تلاش میں رہے اور تقریباً چار ہزار مشائخ سے علم حدیث وفقہ حاصل کیا اور پھر اپنے استاذ حضرت حماد کی مسند درس پر جلوس فرمایا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ امام حماد کا وصال ۱۲۰ھ میں ہوا، لہذا ان کے وصال کے وقت امام اعظم کی عمر چالیس سال تھی، گویا جسم وعقل میں کامل ہونے کے بعد آپ نے چالیس سال کی عمر میں مسند درس کو رونق بخشی۔ آپ کو پہلے بھی اس چیز کا خیال آیا تھا کہ میں اپنی درسگاہ علیحدہ قائم کر لوں مگر تکمیل کی نوبت نہ آئی۔ آپ کے شاگرد امام زفر فرماتے ہیں:

امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنے استاذ حضرت حماد سے وابستگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں دس سال آپ کی صحبت میں رہا، پھر میرا جی حصول اقتدار کیلئے للچایا تو میں نے الگ اپنا حلقہ جمانے کا ارادہ کر لیا

ایک روز میں پچھلے پہر نکلا اور چاہا کہ آج یہ کام کر ہی لوں، مسجد میں قدم رکھا اور شیخ حماد کو دیکھا تو ان سے علیحدگی پسند نہ آئی اور ان کے پاس ہی آ کر بیٹھ گیا۔ اسی رات حضرت حماد کو اطلاع ملی کہ بصرہ میں ان کا کوئی عزیز فوت ہو گیا ہے، بڑا مال چھوڑا اور حماد کے سوا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے، آپ نے اپنی جگہ مجھے بٹھایا، جیسے ہی وہ تشریف لے گئے کہ میرے پاس چند ایسے مسائل آئے جو میں نے آج تک ان سے نہ سنے تھے، میں جواب دیتا جاتا اور اپنے جوابات لکھتا جاتا تھا۔ جب حضرت حماد واپس تشریف لائے تو میں نے وہ مسائل پیش کئے، یہ تقریباً ساٹھ مسائل تھے۔ چالیس سے تو آپ نے اتفاق کیا لیکن بیس میں میرے خلاف جواب دیے۔ میں نے اسی دن یہ تہیہ کر لیا کہ تاحین حیات ان کا ساتھ نہ چھوڑوں گا، لہذا میں اسی عہد پر قائم رہا اور تا زندگی ان کے دامن سے وابستہ رہا۔ غرضیکہ آپ چالیس سال کی عمر میں کوفہ کی جامع مسجد میں اپنے استاذ کی مسند پر متمکن ہوئے اور اپنے تلامذہ کو پیش آمدہ فتاوی و جوابات کا درس دینا شروع کیا۔ آپ نے بڑی سلجھی ہوئی گفتگو اور عقل سلیم کی مدد سے اشباہ و امثال پر قیاس کا آغاز کیا اور اس فقہی مسلک کی داغ بیل ڈالی جس سے آگے چل کر حنفی مذہب کی بنیاد پڑی۔

آپ نے دراسات علمی کے ذریعہ ان اصحاب کرام کے فتاوی تک رسائی حاصل کی جو اجتہاد و استنباط، ذہانت و فطانت اور جودت رائے میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک دن آپ منصور کے دربار میں تشریف لے گئے، وہاں عیسی بن موسی بھی موجود تھا۔ اس نے منصور سے کہا: یہ اس عہد کے سب سے بڑے عالم دین ہیں، منصور نے امام اعظم کو مخاطب کر کے کہا: نعمان! آپ نے علم کہاں سے سیکھا، فرمایا: حضرت ابن عمر کے تلامذہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر سے۔ نیز شاگردان علی سے انہوں نے حضرت علی سے۔ اسی طرح تلامذہ ابن مسعود سے۔ بولا: آپ نے بڑا قابل اعتماد علم حاصل کیا۔

شرف تابعیت: امام اعظم قدس سرہ کو متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے شرف ملاقات بھی حاصل تھا، آپ کے تمام انصاف پسند تذکرہ نگار اور مناقب نویس اس بات پر متفق ہیں اور یہ وہ خصوصیت ہے جو ائمہ اربعہ میں کسی کو حاصل نہیں۔ بلکہ بعض نے تو صحابہ کرام سے روایت کا بھی ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی لکھتے ہیں: ''امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو پایا۔ آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی، اس وقت کوفہ میں صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کا وصال ۸۸ھ کے بعد ہوا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بصرہ میں موجود تھے اور ۹۵ھ میں وصال فرمایا۔ آپ نے ان کو دیکھا ہے۔ ان حضرات کے سوا دوسرے بلاد میں دیگر صحابہ کرام بھی موجود تھے۔

☆ حضرت واثلہ بن اسقع شام میں۔ وصال ۸۵ھ

☆ حضرت سہل بن سعد مدینہ میں۔ وصال ۸۸ھ

☆ حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ مکہ میں۔ وصال ۱۱۰ھ

یہ تمام صحابہ کرام میں آخری ہیں جن کا وصال دوسری صدی میں ہوا اور امام اعظم نے ۹۳ھ میں ان کو حج بیت اللہ کے موقع پر دیکھا۔ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں نے خود امام اعظم کو فرماتے سنا کہ ''میں ۹۳ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گیا، اس وقت میری عمر سولہ سال کی تھی۔

میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ ان پر لوگوں کا ہجوم تھا، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ بوڑھے شخص کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحابی ہیں اور ان کا نام عبداللہ بن حارث بن جزء ہے پھر میں نے دریافت کیا کہ ان کے پاس کیا ہے؟ میرے والد نے کہا: ان کے پاس وہ حدیثیں ہیں جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔ میں نے کہا: مجھے بھی ان کے پاس لے چلئے تاکہ میں بھی حدیث شریف سن لوں، چنانچہ وہ مجھ سے آگے بڑھے اور لوگوں کو چیرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا اور میں نے ان سے سنا کہ آپ کہہ رہے تھے: **قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؛من تفقہ فی دین اللہ کفاہ اللہ وھمہ ورزقہ من حیث لایحسبہ.**

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دین کی سمجھ حاصل کر لی اس کی فکروں کا علاج اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور اس کو اس طرح پر روزی دیتا ہے کہ کسی کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

بہر حال اتنی بات متحقق ہے کہ صحابہ کرام سے ملاقات ہوئی اور آپ بلاشبہ تابعی ہیں اور اس شرف میں اپنے معاصرین واقران مثلاً امام سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام مالک، اور امام لیث بن سعد پر آپ کو فضیلت حاصل ہے۔ لہذا آپ کی تابعیت کا ثبوت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ بلکہ آپ کی تابعیت کے ساتھ یہ امر بھی متحقق ہے کہ آپ نے صحابہ کرام سے احادیث کا سماع کیا اور روایت کیا ہے۔ تو یہ وصف بھی بلاشبہ آپ کی عظیم خصوصیت ہے۔ بعض محدثین ومورخین نے اس سلسلہ میں اختلاف بھی کیا ہے لیکن

منصف مزاج لوگ خاموش نہیں رہے، لہذا احناف کی طرح شوافع نے بھی اس حقیقت کو واضح کردیا ہے۔

علامہ عینی؛ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی صحابی رسول کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن ابی اوفی ان صحابہ سے ہیں جن کی امام ابوحنیفہ نے زیارت کی اور ان سے روایت کی قطع نظر کرتے ہوئے منکر متعصب کے قول سے امام اعظم کی عمر اس وقت سات سال کی تھی کیونکہ صحیح یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور بعض اقوال کی بنا پر اس وقت آپکی عمر سترہ سال کی تھی۔ بہر حال سات سال عمر بھی فہم وشعور کا سن ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک صحابی کسی شہر میں رہتے ہوں اور شہر کے رہنے والوں میں ایسا شخص ہو جس نے اس صحابی کو نہ دیکھا ہو۔ اس بحث میں امام اعظم کی تلامذہ کی بات ہی معتبر ہے کیونکہ وہ ان کے احوال سے زیادہ واقف ہیں اور ثقہ بھی ہیں۔''

ملا علی قاری؛ امام کردری کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''محدثین کی ایک جماعت نے امام اعظم کی صحابہ کرام سے ملاقات کا انکار کیا ہے اور ان کے شاگردوں نے اس بات کو صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ ثابت کیا اور ثبوت روایت نفی سے بہتر ہے۔''

مشہور محدث شیخ محمد طاہر ہندی نے کرمانی کے حوالہ سے لکھا ہے: ''امام اعظم کے شاگرد کہتے ہیں کہ آپ نے صحابہ کی ایک جماعت سے ملاقات کی ہے اور ان سے سماع حدیث بھی کیا ہے۔''

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری شافعی نے امام اعظم کی صحابہ کرام سے مرویات میں ایک مستقل رسالہ لکھا اور اس میں روایات مع سند بیان فرمائیں۔ نیز ان کو حسن وقوی بتایا۔ امام سیوطی نے ان روایات کو تبییض الصحیفہ میں نقل کیا ہے جن کی تفصیل یوں ہے:

عن ابی یوسف عن ابی حنیفة سمعت انس بن مالک یقول سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول : طلب العلم فریضة علی کل مسلم.

امام سیوطی نے فرمایا یہ حدیث پچاس طرق سے مجھے معلوم ہے اور صحیح ہے۔

حضرت امام ابو یوسف حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

عن ابی یوسف عن ابی حنیفة سمعت انس بن مالک یقول سمعت رسول

الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول : الدال علی الخیر کفاعله.

اس معنی کی حدیث مسلم شریف میں بھی ہے۔

حضرت امام ابو یوسف حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا نیکی کی رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کے مثل ہے۔

عن ابی یوسف عن ابی حنیفة سمعت انس بن مالک یقول سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول :ان الله یحب اغاثة اللهفان.

ضیاء المقدسی نے مختارہ میں اسکو صحیح کہا۔

حضرت امام ابو یوسف حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بیشک اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ کی دست گیری کو پسند فرماتا ہے۔

عن یحی بن قاسم عن ابی حنیفة سمعت عبدالله بن ابی اوفی یقول سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول : من بنی لله مسجدا ولو کمفحص قطاة بنی الله له بیتا فی الجنة.

امام سیوطی فرماتے ہیں، اس حدیث کا متن صحیح بلکہ متواتر ہے۔

حضرت یحیی بن قاسم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس نے اللہ کی رضا کیلئے سنگ خوار کے گڑھے کے برابر بھی مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔

عن اسمعیل بن عیاش عن ابی حنیفة عن واثلة بن اسقع ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال :دع مایریبک الی مالا یریبک.

امام ترمذی نے اس کی تصحیح فرمائی۔

حضرت اسمٰعیل بن عیاش حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں

کہ انہوں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شک وشبہ کی چیزوں کو چھوڑ کر ان چیزوں کو اختیار کرو جو شکوک وشبہات سے بالاتر ہیں۔

ان تمام تفصیلات کی روشنی میں یہ بات ثابت و متحقق ہے کہ امام اعظم صحابہ کرام کی رویت وروایت دونوں سے مشرف ہوئے۔ یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ امام اعظم کے بعض سوانح نگار اپنی صاف گوئی اور غیر جانب داری کا ثبوت دیتے ہوئے وہ باتیں بھی لکھ گئے ہیں جن سے تعصب کا اظہار ہوتا ہے۔ان کے پیچھے حقائق تو کیا ہوتے دیانت سے بھی کام نہیں لیا گیا۔

اساتذہ: گذشتہ پیغامات میں آپ متفرق طور پر پڑھ چکے کہ امام اعظم نے کثیر شیوخ واساتذہ سے علم حدیث حاصل کیا، ان میں سے بعض کے اسماء یہ ہیں۔

☆ عطاء بن ابی رباح ☆ حماد بن ابی سلیمان ☆ سلیمان بن مہران اعمش ☆ امام عامر شعبی ☆ عکرمہ مولی ابن عباس ☆ ابن شہاب زہری ☆ نافع مولی بن عمر ☆ یحیٰ بن سعید انصاری ☆ عدی بن ثابت انصاری ☆ ابوسفیان بصری ☆ ہشام بن عروہ ☆ سعید بن مسروق ☆ علقمہ بن مرثد ☆ حکم بن عیینہ ☆ ابواسحاق بن سبیعی ☆ سلمہ بن کہیل ☆ ابوجعفر محمد بن علی ☆ عاصم بن ابی النجود ☆ علی بن اقمر ☆ عطیہ بن سعید عوفی ☆ عبدالکریم ابوامیہ ☆ زیاد بن علاقہ ☆ سلیمان مولی ام المومنین میمونہ ☆ سالم بن عبداللہ

چونکہ احادیث فقہ کی بنیاد ہیں اور کتاب اللہ کے معانی ومطالب کے فہم کی بھی اساس ہیں لہذا امام اعظم نے حدیث کی تحصیل میں بھی انتھک کوشش فرمائی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حدیث کا درس شباب پر تھا۔ تمام بلاد اسلامیہ میں اس کا درس زور وشور سے جاری تھا اور کوفہ تو اس خصوصیت میں ممتاز تھا۔امام بخاری فرماتے ہیں، میں کوفہ اتنی بار حصول حدیث کیلئے گیا کہ شمار نہیں کر سکتا۔

امام اعظم نے حصول حدیث کا آغاز بھی کوفہ ہی سے کیا۔کوفہ میں کوئی ایسا محدث نہ تھا جس سے آپ نے حدیث اخذ نہ کی ہو۔ابوالمحاسن شافعی نے فرمایا: ''ترانوے وہ مشائخ ہیں جو کوفے میں قیام فرماتے تھے یا کوفے تشریف لائے جن سے امام اعظم نے حدیث اخذ کی۔ان میں اکثر تابعی تھے۔بعض مشائخ کی تفصیل یہ ہے۔

☆ **امام عامر شعبی:** انہوں نے پانچ سو صحابہ کرام کا زمانہ پایا، خود فرماتے تھے کہ بیس سال ہوئے میرے کان میں کوئی حدیث ایسی نہ پڑی جس کا علم مجھے پہلے سے نہ ہو۔امام اعظم نے ان سے اخذ

حدیث فرمائی۔

☆ **امام شعبہ:** انہیں دو ہزار حدیثیں یاد تھیں، سفیان ثوری نے انہیں امیر المومنین فی الحدیث کہا امام شافعی نے فرمایا: شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث اتنی عام نہ ہوتی۔ امام شعبہ کو امام اعظم سے قلبی لگاؤ تھا، فرماتے تھے: جس طرح مجھے یہ یقین ہے کہ آفتاب روشن ہے اسی طرح یقین سے کہتا ہوں کہ علم اور ابو حنیفہ ہم نشیں ہیں۔

☆ **امام اعمش:** مشہور تابعی ہیں شعبہ و سفیان ثوری کے استاذ ہیں، حضرت انس اور عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے ملاقات ہے۔ امام اعظم آپ سے حدیث پڑھتے تھے اسی دوران انہوں نے آپ سے مناسک حج لکھوائے۔ واقعہ یوں ہے کہ امام اعمش سے کسی نے کچھ مسائل دریافت کئے۔ انہوں نے امام اعظم سے پوچھا۔ آپ کیا کہتے ہیں؟ حضرت امام اعظم نے ان سب کے حکم بیان فرمائے۔ امام اعمش نے پوچھا کہاں سے یہ کہتے ہو۔ فرمایا۔ آپ ہی کی بیان کردہ احادیث سے اور ان احادیث کو مع سندوں کے بیان کر دیا۔ امام اعمش نے فرمایا۔ بس بس! میں نے آپ سے جتنی حدیثیں سو دن میں بیان کیں آپ نے وہ سب ایک دن میں سنا ڈالیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ آپ ان احادیث میں یہ عمل کرتے ہیں: یـــا

معشر الفقهاء انتم الاطباء و نحن الصيادلة و انت ايها الرجل اخذت بكلا الطرفين.

اے گروہ فقہاء! تم طبیب ہو اور ہم محدثین عطار اور آپ نے دونوں کو حاصل کر لیا۔

☆ **امام حماد:** امام اعظم کے عظیم استاذ حدیث و فقہ ہیں اور حضرت انس سے حدیث سنی تھی بڑے بڑے ائمہ تابعین سے ان کو شرف تلمذ حاصل تھا۔

☆ **سلمہ بن کہیل:** تابعی جلیل ہیں، بہت سے صحابہ کرام سے روایت کی۔ کثیر الروایت اور صحیح الروایت تھے۔ ابو اسحاق سبیعی علی بن مدینی نے کہا ان کے شیوخ حدیث کی تعداد تین سو ہے۔ ان میں اڑتیس صحابہ کرام ہیں ☆ عبد اللہ بن عباس ☆ عبد اللہ بن عمر ☆ عبد اللہ بن زبیر ☆ نعمان بن بشیر ☆ زید بن ارقم سر فہرست ہیں۔

مکہ معظّمہ میں حضرت عطاء بن ابی رباح سرتاج محدثین تھے، دوسرے صحابہ کرام کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مجتہد و فقیہ تھے۔ حضرت ابن عمر فرماتے تھے کہ عطاء کے ہوتے ہوئے میرے پاس کیوں آتے ہیں۔ ایام حج میں اعلان عام ہو جاتا کہ عطاء کے علاوہ کوئی

فتوی نہ دے۔ اساطین محدثین امام اوزاعی، امام زہری، امام عمرو بن دینار ان کے شاگرد تھے۔ امام اعظم نے اپنی خداداد ذہانت وفطانت سے آپ کی بارگاہ میں وہ مقبولیت حاصل کر لی تھی آپ کو قریب سے قریب تر بٹھاتے۔ تقریباً بیس سال خدمت میں حج بیت اللہ کے موقع پر حاضر ہوتے رہے۔ حضرت عکرمہ کا قیام بھی مکہ مکرمہ میں تھا، یہ جلیل القدر صحابہ کے تلمیذ ہیں: ☆ حضرت علی ☆ حضرت ابو ہریرہ ☆ ابوقتادہ ☆ ابن عمر اور ابن عباس کے تلمیذ خاص ہیں۔ ستر مشاہیر ائمہ تابعین ان کے تلامذہ میں داخل ہیں۔ امام اعظم نے ان سے بھی حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

مدینہ طیبہ میں سلیمان مولی ام المومنین میمونہ اور سالم بن عبداللہ سے احادیث سنیں۔ ان کے علاوہ دوسرے حضرات سے بھی اکتساب علم کیا۔ بصرہ کے تمام مشاہیر سے اخذ علم فرمایا، یہ شہر حضرت انس بن مالک کی وجہ سے مرکز حدیث بن گیا تھا۔ امام اعظم کی آمد و رفت یہاں کثرت سے تھی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی ملاقات بصرہ میں بھی ہوئی اور آپ جب کوفہ تشریف لائے اس وقت بھی۔ غرضیکہ امام اعظم کو حصول حدیث میں وہ شرف حاصل ہے جو دیگر ائمہ کو نہیں، آپ کے مشائخ میں صحابہ کرام سے لے کر کبار تابعین اور مشاہیر محدثین تک ایک عظیم جماعت داخل ہے اور آپ کے مشائخ کی تعداد چار ہزار تک بیان کی گئی ہے۔

تلامذہ: آپ سے علم حدیث وفقہ حاصل کرنے والے بے شمار ہیں، چند مشاہیر کے اسماء یہ ہیں:

☆ امام ابو یوسف ☆ امام محمد بن حسن شیبانی ☆ امام حماد بن ابی حنیفہ ☆ امام مالک ☆ امام عبداللہ بن مبارک ☆ امام زفر بن ہذیل ☆ امام داؤد طائی ☆ فضیل بن عیاض ☆ ابراہیم بن ادہم ☆ بشر بن الحارث حافی ☆ ابوسعید یحییٰ بن زکریا کوفی ہمدانی ☆ علی بن مسہر کوفی ☆ حفص بن غیاث ☆ حسن بن زناد ☆ مسعر بن کدام ☆ نوح بن دراج نخعی ☆ ابراہیم بن طہران ☆ اسحاق بن یوسف ازرق ☆ اسد بن عمرو قاضی ☆ عبدالرزاق ☆ ابونعیم ☆ حمزہ بن حبیب الزیات ☆ ابو یحییٰ حمانی ☆ عیسیٰ بن یونس یزید بن زریع ☆ وکیع بن جراح ☆ ہشیم ☆ حکام بن یعلی رازی ☆ خارجہ بن مصعب ☆ عبدالحمید بن ابی داؤد ☆ مصعب بن مقدام ☆ یحییٰ بن یمان ☆ لیث بن سعد ☆ ابوعصمہ بن مریم ☆ ابو عبدالرحمٰن مقری ☆ ابوعاصم وغیرہم۔

تصانیف: امام اعظم نے کلام وعقائد، فقہ واصول اور آداب واخلاق پر کتابیں تصنیف فرما کر اس میدان

میں اولیت حاصل کی ہے۔

امام اعظم کے سلسلہ میں ہر دور میں کچھ لوگ غلط فہمی کا شکار رہے ہیں اور آج بھی یہ مرض بعض لوگوں میں موجود ہے۔ فقہ حنفی کو بالعموم حدیث سے تہی دامن اور قیاس ورائے پر اس کی بنا سمجھی جاتی ہے جو سراسر خلاف واقع ہے۔ اس حقیقت کو تفصیل سے جاننے کیلئے بڑے بڑے علماء فن کے رشحات قلم ملاحظہ کریں جن میں ☆ امام یوسف بن عبدالھادی حنبلی ☆ امام سیوطی شافعی ☆ امام ابن حجر مکی شافعی ☆ امام محمد صالحی شافعی وغیرہم جیسے اکابر نے اسی طرح کی پھیلائی گئی غلط فہمی کے ازالہ کیلئے کتابیں تصنیف فرمائیں علم حدیث میں امام اعظم کو بعض ایسی خصوصیات حاصل ہیں جن میں کوئی دوسرا محدث شریک نہیں۔ امام اعظم کی مرویات کے مجموعے چار قسم کے شمار کئے گئے ہیں جیسا کہ شیخ محمد امین نے وضاحت سے ''مسانید الامام ابی حنیفہ'' میں لکھا ہے: ''کتاب الآثار، مسند امام ابوحنیفہ، اربعینات، وحدانیات''

متقدمین میں تصنیف وتالیف کا طریقہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے لائق وقابل فخر تلامذہ کو املا کراتے، یا خود تلامذہ درس میں خاص چیزیں ضبط تحریر میں لے آتے، اس کے بعد راوی کی حیثیت سے ان تمام معلومات کو جمع کر کے روایت کرتے اور شیخ کی طرف منسوب فرماتے تھے۔

کتاب الآثار۔ امام اعظم نے علم حدیث وآثار پر مشتمل کتاب الآثار، یونہی تصنیف فرمائی۔ آپ نے اپنے مقرر کردہ اصول وشرائط کے مطابق چالیس ہزار احادیث کے ذخیرہ سے اس مجموعہ کا انتخاب کر کے املا کرایا۔ قدرے تفصیل گذر چکی ہے۔ کتاب میں مرفوع، موقوف، اور مقطوع سب طرح کی احادیث ہیں۔ کتاب الآثار کے راوی آپ کے متعدد تلامذہ ہیں جنکی طرف منسوب ہوکر علیحدہ علیحدہ نام سے معروف ہیں اور مرویات کی تعداد میں بھی حذف واضافہ ہے۔

عام طور سے چند نسخے مشہور ہیں:

☆ کتاب الآثار بروایت امام ابو یوسف ☆ کتاب الآثار بروایت امام محمد ☆ کتاب الآثار بروایت امام حماد بن امام اعظم ☆ کتاب الآثار بروایت حفص بن غیاث ☆ کتاب الآثار بروایت امام زفر (یہ سنن زفر کے نام سے بھی معروف ہوئی) ☆ کتاب الآثار بروایت امام حسن بن زیاد ان میں بھی زیادہ شہرت امام محمد کے نسخہ کو حاصل ہوئی۔

امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: امام اعظم نے الآثار، کو ثقہ اور معزز لوگوں سے روایت کیا

ہے جو وسیع العلم اور عمدہ مشائخ تھے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: اس وقت امام اعظم کی احادیث میں سے کتاب الآثار موجود ہے جسے امام محمد بن حسن نے روایت کیا ہے۔ اس میں مرفوع احادیث ۱۲۲ ہیں۔

امام ابو یوسف کا نسخہ زیادہ روایات پر مشتمل ہے، امام عبدالقادر حنفی نے امام ابو یوسف کے صاحبزادے یوسف کے ترجمہ میں لکھا ہے: یوسف بن ابو یوسف نے اپنے والد کے واسطہ سے امام اعظم ابو حنیفہ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے جو ایک ضخیم جلد ہے، اس میں ایک ہزار ستر (۱۰۷۰) احادیث ہیں۔

مسند امام ابو حنیفہ: یہ کتاب امام اعظم کی طرف منسوب ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ آپ نے جن شیوخ سے احادیث کو روایت کیا ہے بعد میں محدثین نے ہر ہر شیخ کی مرویات کو علیحدہ کر کے مسانید کو مرتب کیا۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے تدوین فقہ اور درس کے وقت تلامذہ کو مسائل شرعیہ بیان فرماتے ہوئے جو دلائل بصورت روایت بیان فرمائے تھے ان روایات کو آپ کے تلامذہ یا بعد کے محدثین نے جمع کر کے مسند کا نام دیدیا۔ ان مسانید اور مجموعوں کی تعداد حسب ذیل ہے:

☆ مسند الامام مرتب امام حماد بن ابی حنیفہ

☆ مسند الامام مرتب امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری

☆ مسند الامام مرتب امام محمد بن حسن الشیبانی

☆ مسند الامام مرتب امام حسن بن زیاد

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابو محمد عبداللہ بن یعقوب الحارث البخاری

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابوالحسین محمد بن مظہر بن موسی

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی

☆ مسند الامام مرتب الشیخ الثقۃ ابو بکر محمد بن عبدالباخی الانصاری

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی

☆ مسند الامام مرتب حافظ عمر بن حسن الاشنانی

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابو عبداللہ حسین بن محمد بن خسر والبلخی

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد السعدی

☆ مسند الامام مرتب حافظ عبداللہ بن مخلد بن حفص البغدادی

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابوالحسن علی بن عمر بن احمد الدار قطنی

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابو حفص عمر بن احمد المعروف بابن شاہین

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابوالخیر شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی

☆ مسند الامام مرتب حافظ شیخ الحرمین عیسی المغربی المالکی

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر القیسرانی

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابوالعباس احمد الہمدانی المعروف بابن عقدہ

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابو بکر محمد بن ابراہیم الاصفہانی المعروف بابن المقری

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابو اسمعیل عبداللہ بن محمد الانصاری الحنفی

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابوالحسن عمر بن حسن الاشنانی

☆ مسند الامام مرتب حافظ ابوالقاسم علی بن حسن المعروف بابن عساکر الدمشقی۔

ان علاوہ کچھ مسانید وہ بھی ہیں جن کو مندرجہ بالا مسانید میں سے کسی میں مدغم کر دیا گیا ہے۔

مثلاً: ابن عقدہ کی مسند میں ان چار حضرات کی مسانید کا تذکرہ ہے اور یہ ایک ہزار سے زیادہ احادیث پر مشتمل ہے ☆ حمزہ بن حبیب التیمی الکوفی ☆ محمد بن مسروق الکندی الکوفی ☆ اسمعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ ☆ حسین بن علی پھر یہ کہ جامع مسانید امام اعظم جس کو علامہ ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی نے ابواب فقہ کی ترتیب پر مرتب کیا تھا اس میں کتاب الآثار کے نسخے بھی شامل ہیں اگر ان کو علیحدہ شمار کیا جائے تو پھر اس عنوان سند کے تحت آنے والی مسانید کی تعداد اکتیس ہوگی جبکہ جامع المسانید میں صرف پندرہ مسانید ہیں اور ان کی بھی تلخیص کی گئی ہے مکرر اسناد کو حذف کر دیا ہے یہ مجموعہ چالیس ابواب پر مشتمل ہے اور کل روایات کی تعداد ۱۷۱۰ ہے۔ مرفوع روایات ۹۱۶ غیر مرفوع ۷۹۴ پانچ یا چھ واسطوں والی روایات بہت کم اور نادر ہیں، عام روایات کا تعلق رباعیات، ثلاثیات، ثنائیات اور وحدانیات سے ہے۔

علامہ خوارزمی نے اس مجموعہ مسند کے لکھنے کی وجہ یوں بیان کی ہے: ''میں نے ملک شام میں

بعض جاہلوں سے سنا کہ حضرت امام اعظم کی روایت حدیث کم تھی۔ایک جاہل نے تو یہاں تک کہا کہ امام شافعی کی مسند بھی ہے اور امام احمد کی مسند بھی ہے،اور امام مالک نے تو خود موَطا لکھی۔لیکن امام ابو حنیفہ کا کچھ بھی نہیں۔ یہ سن کر میری حمیت دینی نے مجھ کو مجبور کیا کہ میں آپکی ۱۵ مسانید وآثار سے ایک مسند مرتب کروں،لہذا ابواب فقہیہ پر میں نے اس کو مرتب کر کے پیش کیا ہے۔

کتاب الآثار، جامع المسانید اور دیگر مسانید کی تعداد کے اجمالی تعارف کے بعد یہ بات اب خفا میں نہیں رہ جاتی کہ امام اعظم کی محفوظ مرویات کتنی ہوں گی،امام مالک اور امام شافعی کی مرویات سے اگر زیادہ تسلیم نہیں کی جاسکیں تو کم بھی نہیں ہیں، بلکہ مجموعی تعداد کے غالب ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے:''امام اعظم کی مسانید کی کثرت سے کوئی اس مغالطہ کا شکار نہ ہو کہ پھر اس میں رطب ویابس سب طرح کی روایات ہوں گی۔ہم نے عرض کیا کہ اول تو مرویات میں امام اعظم قدس سرہ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان واسطے بہت کم ہوتے ہیں اور جو واسطے مذکور ہوتے ہیں انکی حیثیت وعلوشان کا اندازہ اس سے کیجئے کہ امام عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ میں نے امام اعظم کی مسانید ثلاثہ کو مطالعہ کیا۔میں نے ان میں دیکھا کہ امام اعظم ثقہ اور صادق تابعین کے سوا کسی سے روایت نہیں کرتے جن کے حق میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیر القرون ہونے کی شہادت دی، جیسے ☆اسود☆ علقمہ☆ عطاء☆ عکرمہ☆ مجاہد☆ مکحول اور حسن بصری وغیرہم۔لہذا امام اعظم اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان تمام راوی عدول،ثقہ اور مشہور اخیار میں سے ہیں جن کی طرف کذب کی نسبت بھی نہیں کی جاسکتی اور نہ وہ کذاب ہیں۔

اربعینات: امام اعظم کی مرویات سے متعلق بعض حضرات نے اربعین بھی تحریر فرمائی ہیں مثلاً: **الاربعین من روایات نعمان سیدالمجتھدین.** (مولانا محمد ادریس نگرامی)

الاربعین. (شیخ حسن محمد بن شاہ محمد ہندی)

وحدانیات: امام اعظم کی وہ روایات جن میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک صرف ایک واسطہ ہو ان روایات کو بھی ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے،اس سلسلہ میں بعض تفصیلات حسب ذیل ہیں: ☆**جزء ماروا ہ ابو حنیفة عن الصحابة** ☆ جامع ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد شافعی۔ امام سیوطی نے اس رسالہ کو تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ میں شامل کر دیا ہے، چند احادیث قارئین ملاحظہ فرما چکے۔☆**الاختصار والترجیح للمذھب الصحیح**۔امام ابن جوزی کے پوتے یوسف نے اس کتاب میں بعض روایات نقل فرمائی ہیں۔دوسرے ائمہ نے بھی اس سلسلہ میں روایات جمع کی ہیں۔مثلا: ☆ ابو حامد محمد بن ہارون حضرمی ☆ ابو بکر عبدالرحمٰن بن محمد سرخسی ☆ ابوالحسین علی بن احمد بن عیسی ۔ان تینوں حضرات کے اجزاء وحدانیات کو ابو عبداللہ محمد دمشقی حنفی المعروف بابن طولون نے اپنی سند سے کتاب الفہرست الاوسط میں روایت کیا۔

یہ جو عام طور پر کہا جا رہا ہے کہ فقہ؛ قرآن وسنت کے مخالف اور متصادم الگ دین ہے اہل اسلام کی اکثریت میں فرقہ اہل حدیث شکوک وشبہات اور وساوس پیدا کر رہا ہے اور اہل السنّت والجماعت سے وابستہ افراد کو صراط مستقیم سے بہکانے کے لیے صبح وشام یہ محنت جاری رکھے ہوئے ہے کہ ’’محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ابو حنیفہ کی فقہ سے بالکل مختلف ہے اور ابو حنیفہ کی مزعومہ فقہ میں درج شدہ مسائل خصوصاً نماز (جس طریقہ پر احناف ادا کرتے ہیں) جیسی اہم عبادت ثابت نہیں ہے۔‘‘

مجھے اس بات پر بہت تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ کیسے اتنے بڑے بڑے اکاذیب کو ہضم کر جاتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان شاء اللہ چند ایک اہم مسائل پر اہل السنۃ والجماعۃ (احناف) کے دلائل احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں جن کے بارے میں فریق مخالف اس بھول میں ہے کہ ان مسائل مہمہ میں احناف کا احادیث سے دامن خالی ہے امید ہے کہ آئندہ منفی پروپیگنڈہ کرنے سے پہلے فریق مخالف سوچنے پر مجبور ہوگا۔ طوالت کا خوف دامن گیر ہے ورنہ اپنی کچھ گزارشات اس فرقہ کے مسائل پر بھی عرض کر دیتا...... چلیں پھر کبھی سہی......!!! پہلے مسئلے کا اصطلاحی نام ہے:

مسئلہ تحت السرہ

یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا:

اہل السنّت والجماعت احناف نماز ادا کرتے وقت اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھتے ہیں جبکہ فرقہ اہل حدیث سینے پر باندھتے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ حنفی طریقہ نماز حدیث کے مطابق نہیں قارئین اہل السنّت والجماعت کے اس بارے میں احادیث کی روشنی میں دلائل کیا ہیں؟؟ ملاحظہ فرمائیں!!

عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال : رایت النبی صلی الله علیه و آله وسلم وضع یمینه علی الشمال فی الصلٰوة تحت السرة. (۱)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔

عن علی رضی الله عنه قال : ان من السنة فی الصلٰوة وضع الاکف علی الاکف تحت السرة. (۲)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ اپنے (دائیں) ہاتھ کو (بائیں) ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

عن انس رضی الله عنه قال ؛ ثلاث من اخلاق النبوة، تعجیل الافطار و تاخیر السحور ووضع الید الیمنی علی الیسری فی الصلٰوة تحت السرة. (۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”تین چیزیں نبوت کے اخلاق میں سے ہیں 1: روزہ جلدی افطار کرنا۔2: سحری دیر سے کرنا۔3: نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر ناف کے نیچے رکھنا۔

مسئلہ ترک قراۃ خلف الامام

اس کے بعد دوسرا اہم مسئلہ امام کے پیچھے قرات نہ کرنے کا ہے۔اہل السنّت والجماعت احناف کا موقف قرآن وسنت کی روشنی میں یہ ہے کہ امام کی قرات کے وقت مقتدی خاموشی سے سنتا رہے جبکہ فرقہ اہل حدیث کا نظریہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے قرات کرنی چاہیے اور جو شخص امام کے پیچھے قرات نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔قارئین! آیئے اس مسئلہ کی حقیقت جانتے ہیں کہ جیسا فرقہ اہل حدیث کے لوگ کہتے ہیں ویسے ہی ہے یا قرآن وسنت میں امام کے پیچھے خاموشی اختیار کرنے کا حکم ہے؟؟؟ ملاحظہ فرمائیں!!

واذا قری القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلکم ترحمون o(۴)

---

(۱) (مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص 427 باب وضع الیمین علی الشمال)

(۲) (الاحادیث المختارہ للمقدسی ج2 ص 387 رقم الحدیث 771، مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص 427 باب وضع الیمین علی الشمال)

(۳) (الجواہر النقی علی البیہقی ج2 ص 32 باب وضع الیدین علی الصدر فی الصلوۃ) (۴) (سورۃ اعراف: 204)

ترجمہ: جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

عن محمد بن کعب القرظی قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا قرأ فی الصلٰوة اجابه من ورآئه ان قال بسم الله الرحمن الرحیم قالوا مثل ما یقول حتی تنقضی الفاتحة والسورة فلبث ما شاء الله ان یلبث ثم نزلت واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون فقراء وانصتوا. (۱)

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز میں قرأت کرتے تھے تو مقتدی بھی آپ کے پیچھے پیچھے قرات کرتے تھے۔ چنانچہ جب آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے تو مقتدی بھی اسی طرح کہتے یہاں تک کہ سورۃ فاتحہ اور دوسری سورت ختم ہو جاتی۔ یہ معاملہ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، چلتا رہا۔ پھر آیت **واذا قری القرآن......** نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت کرتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاموش رہتے تھے۔

قال العلامة ابن تیمیه: وقول الجمهور هو الصحیح فان الله سبحانه و تعالی قال و اذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون قال احمد اجمع الناس علی انها نزلت فی الصلوة. (۲)

ترجمہ: علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جمہور حضرات کا قول صحیح ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت **واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون** نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔“

عن ابی هریرة قال ؛ قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین فقولوا آمین. (۳)

---

(۱) (تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج4 ص259 حدیث نمبر 9493) (۲) (فتاوی ابن تیمیہ ج22 ص295)

(۳) (سنن ابن ماجہ ج1 ص61 باب اذا قرأ الامام فانصتوا، مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص414 باب من کرہ القراءۃ خلف الامام، سنن نسائی ج1 ص146 باب تاویل قولہ عزوجل واذا قری القرآن)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب **غیر المغضوب علیهم ولا الضالين** کہے تو تم آمین کہو۔“

امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے:

عن جابر رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من کان له امام فقرائة الامام له قراء ة. (۱)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قراءۃ ہی اس کی قرات ہے۔“

مسئلہ آمین بالسر

نماز میں آمین آہستہ آواز سے کہنا:

اس کے بعد ایک اور اہم مسئلہ ہے امام، مقتدی اور منفرد کا آمین آہستہ کہنا: اہل السنّت والجماعت احناف کے ہاں نماز میں آمین آہستہ کہنی چاہیے جبکہ فرقہ اہل حدیث بضد ہے کہ آمین زور سے کہی جائے اور ہم اہل السنّت والجماعت کو مخالفت حدیث کا طعنہ دیتے ہیں۔ کیا اہل السنّت والجماعت کا یہ مسئلہ حدیث کے مخالف ہے؟؟؟ نہیں! بلکہ ہمارے دلائل ملاحظہ فرمائیں!!!

عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال انه صلی مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فلما قراء غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين خفض بها صوته. (۲)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے **غیر المغضوب علیهم ولا الضالين** کہا تو آمین آہستہ آواز سے کہا۔

---

(۱) (اتحاف خیرۃ المہرۃ ج2 ص216 باب ترک القراءۃ خلف الامام)

(۲) (مسند ابی داؤد طیالسی ص 138 حدیث نمبر 1024، مسند احمد ج 4 ص 389 حدیث نمبر 18878، المعجم الکبیر للطبرانی ج9 ص138 حدیث نمبر 17472)

عن ابی وائل قال : کان عمر و علی رضی اللہ عنھما لا یجھران ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین. (۱)

ترجمہ: حضرت ابو وائل فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، تعوذ اور آمین اونچی آواز میں نہیں کہتے تھے۔

عن ابراھیم قال خمس یخفین، سبحانک اللھم و بحمدک والتعوذ و بسم اللہ الرحمن الرحیم و آمین و اللھم ربنا لک الحمد. (۲)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں آہستہ آواز میں کہی جائیں۔ **سبحانک اللھم و بحمدک**، تعوذ، **بسم اللہ الرحمن الرحیم**، آمین اور **اللھم ربنا لک الحمد.**

مسئلہ ترک رفع الیدین

اس کے بعد ایک معرکۃ الاراء مسئلہ ہے جو آج کل بہت اچھالا جا رہا ہے اور ایک ہی رٹ ہے کہ رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ قارئین آپ مندرجہ ذیل دلائل سے اندازہ لگائیں کہ کیا ان احادیث کے بعد بھی کہا جا سکتا ہے کہ ترک رفع یدین پر دلائل نہیں ہیں؟؟؟ نہیں بلکہ ایسے براہین ہیں کہ جو فرقہ اہل حدیث کے اس باطل زعم کو توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!!!

رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون.** (۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **مخبتون متواضعون لا یلتفتون یمیناً ولا شمالاً ولا یرفعون ایدیھم فی الصلوۃ .** (۴)

ترجمہ: ''خاشعون'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو عاجزی وانکساری سے کھڑے ہوتے ہیں، دائیں بائیں نہیں دیکھتے اور نہ ہی نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **خاشعون الذین لا یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ.** (۵)

---

(۱) (سنن طحاوی ج 1 ص 150 باب قرائۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فی الصلوٰۃ) (۲) (مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 57 باب ما یخفی الامام (۳) (سورۃ المومنون: 2,1) (۴) (تفسیر ابن عباس ص 212) (۵) تفسیر سمرقندی ج 2 ص 408 طبع بیروت

ترجمہ: ''خاشعون'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو تکبیر تحریمہ کے علاوہ پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے۔

عن عبد اللہ قال؛ الا اخبرکم بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال : فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد. (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے بارے میں بتاؤں؟ (راوی کہتے ہیں کہ) آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پہلی مرتبہ (تکبیر تحریمہ) کے وقت رفع یدین کیا پھر دوبارہ (پوری نماز میں) رفع یدین نہیں کیا۔

3: **عن عبد اللہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند افتتاح الصلوٰۃ. (۲)**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، وہ سب شروع نماز کے علاوہ (باقی نماز میں) رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ المکتوبۃ کبر و رفع یدیہ حذو منکبیہ ......وفی روایۃ انہ کان یرفع یدیہ فی اول الصلوۃ ثم لا یعود. (۳)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف شروع نماز میں رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

---

(۱) (سنن نسائی ج 1 ص 158 باب ترک ذالک، سنن ابی داؤد ج 1 ص 116 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، سنن ترمذی ج 1 ص 59 باب رفع الیدین عندالرکوع) (۲) (معجم الشیوخ لابی بکر اسماعیلی ج 1 ص 693 حدیث نمبر 318، مسند ابی یعلی موصلی ج 8 ص 453 حدیث نمبر 5039)

(۳) (مصنف عبدالرزاق ج 2 ص 51 باب استفتاح الصلوۃ، کتاب العلل لدارقطنی ج 4 ص 106)

وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه حتى يحاذى منكبيه لا يعود برفعهما حتى يسلم من صلوٰته. (۱)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے یہاں تک کہ اپنے ہاتھ کندھے کے قریب کر لیتے، نماز کا سلام پھیرنے تک دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔اس کے علاوہ بھی مزید دلائل موجود ہیں

مسئلہ بیس رکعات تراویح

اس کے بعد قارئین کرام مسئلہ بیس رکعات تراویح کے بھی چند دلائل ذکر کرنا مناسب خیال کرتا ہوں کہ رمضان المبارک کا مہینہ بالکل قریب ہے اور فتنہ پرور گروہ ان مبارک ایام میں بھی اہل السنۃ والجماعۃ کی مساجد میں وساوس پیدا کرنے کی غرض سے آتے ہیں اور آٹھ رکعات ادا کر کے صفوں کو چیرتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔اللہ تعالی ہدایت عطا فرمائے۔اہل السنّت والجماعت کے دلائل ملاحظہ فرمائیں!!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک عمل:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **خرج النبی صلی الله علیه وآله وسلم ذات ليلة فى رمضان فصلى الناس اربعة وعشرين ركعة واوتر بثلاثة. (۲)**

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چار رکعت (فرض) بیس رکعت (تراویح) اور تین رکعت وتر پڑھائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يصلى فى رمضان عشرين ركعة والوتر. (۳)**

حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل:

حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی رہی ہیں۔

---

(۱) مسند ابی حنیفہ بروایۃ ابی نعیم ص 344 حدیث نمبر 225، سنن ابی داؤد ج 1 ص 117 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع

(۲) (تاریخ جرجان؛ سہمی ص 142) (۳) (مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 286)

تصریحات پیش خدمت ہیں:

عہد عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

عن ابی بن کعب رضی الله عنه ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه امر ابی بن کعب ان یصلی باللیل فی رمضان فقال: ان الناس یصومون النهار ولا یحسنون ان یقرء وا فلو قرأت القرآن علیهم باللیل...... فصلی بهم عشرین رکعة. (۱)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ رمضان کی راتوں میں نماز پڑھائیں۔ چنانچہ فرمایا کہ لوگ سارا دن روزہ رکھتے ہیں اور قرأت اچھی طرح نہیں کر سکتے اگر آپ رات کو انہیں (نماز میں) قرآن سنائیں تو بہت اچھا ہوگا۔ پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے انہیں بیس رکعتیں پڑھائیں۔

عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة قال وکانوا یقرون بالمئتین وکانوا یتوکؤن علی عصیهم فی عهد عثمان بن عفان رضی الله عنه من شده القیام.(۲)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابہ کرام کرام بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور (قاری صاحبان) سوسو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے۔

قال محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعة. (۳)

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ (جو جلیل القدر تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فی قیام

---

(۱) (مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المھرہ للبوصیری علی المطالب العالیہ ج2 ص424)

(۲) (السنن الکبری للبیہقی ج2 ص496) (۳) (قیام الیل للمروزی ص157)

رمضان فكان يصلی بهم عشرين ركعة. (۱)

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع فرمایا وہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھاتے تھے۔

عہد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھی جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تھیں۔ چنانچہ حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں۔

كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطابؓ فی شهر رمضان بعشرين ركعة قال وكانوا يقرئون وكانو يتوكون على عصيهم فی عهد عثمان بن عفانؓ من شدة القيام. (۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری سوسو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔

عہد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی ہیں۔

حدثنی زيد بن علی عن ابيه عن جده عن علی انه امر الذی يصلی بالناس صلاة القيام فی شهر رمضان ان يصلی بهم عشرين ركعة. يسلم فی كل ركعتين و يراوح ما بين كل اربع ركعات فيرجع ذو الحاجة و يتوضاء الرجل وان يوتر بهم من آخر الليل حين الانصراف. (۳)

ترجمہ: حضرت زید اپنے والد امام زین العابدین سے وہ اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے جس امام کو رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے ہر دو رکعت پر سلام پھیرے ہر چار رکعت کے بعد اتنا آرام کا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے اور سب سے آخر میں وتر پڑھاتے۔

---

(۱) (سنن ابی داؤد ج1 ص 211 باب القنوت الوتر)

(۲) (السنن الکبریٰ للبیہقی ج2 ص496) (۳) (مسند امام زید ص158، 159)

مسئلہ تین رکعات وتر

اب آتے ہیں محترم قارئین تعداد رکعت وتر کی طرف۔ اہل السنۃ والجماعۃ (احناف) کا موقف ہے کہ وتر کی رکعات تین ہیں لیکن نام نہاد اہل حدیث وتر ایک رکعت ادا کرتے ہیں اور ہم احناف کے پیچھے لٹھ لے کر دوڑتے ہیں کہ تم وتر کی تین رکعات ادا کیوں کرتے ہو حدیث میں ایک رکعت کا ذکر ہے۔ ہمارے دلائل ملاحظہ فرمائیں!!!

عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه اخبره انه سال عائشة كيف كانت صلوة رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فی رمضان فقالت ما كان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة ركعة یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلثا. (۱)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز رمضان مبارک میں کیسی ہوتی تھی؟ فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے، پس کچھ نہ پوچھو کہ کتنی اچھی و لمبی ہوتی تھیں۔ اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی اچھی اور لمبی ہوتی تھیں پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔"

عن عائشة ان النبی صلی الله علیه و آله وسلم كان یوتر بثلاث یقرء فی اول ركعة بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیة قل یا ایها الكفرون وفی الثالثة قل هو الله احد والمعوذتین.(۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں "**سبح اسم ربک الاعلی**" پڑھتے، دوسری رکعت میں "**قل یا ایها الكفرون**"

---

(۱) (صحیح بخاری ج 1 ص 154۔269۔504 باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان، صحیح مسلم ج 1 ص 254 صلوٰۃ اللیل وعدد رکعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سنن النسائی ج 1 ص 248 باب کیف الوتر بثلاث)

(۲) (سنن الطحاوی ج 1 ص 200 باب الوتر، صحیح ابن حبان ج 4 ص 69، مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 404)

اور تیسری رکعت میں ''قل هو الله احد''اور معوذتین پڑھتے تھے۔

عن ابی بن کعب رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم کان یوتر بثلاث رکعات، کان یقرء فی الاولیٰ بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیة بقل یا ایها الکفرون وفی الثالثة بقل هو الله احد ویقنت قبل الرکوع. (۱)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں **سبح اسم ربک الاعلی** پڑھتے، دوسری رکعت میں **قل یا ایها الکفرون** اور تیسری رکعت میں **قل هو الله احد** پڑھتے تھے۔

اسی مضمون کی احادیث: مندرجہ ذیل کتب میں بھی مروی ہیں جن میں تین رکعت وتر کا ذکر ہے۔(۲)

مسئلہ مرد اور عورت کی نماز میں فرق

آخر میں قارئین ایک اور اہم مسئلہ کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا ضروری تصور کرتا ہوں کہ آج کل غیر مقلدیت زدہ بعض ٹی وی چینلز پر دینی پروگرام کے در پردہ ایک بات یہ بھی مشہور کی جا رہی ہے کہ مرد اور عورت کی طریقہ ادائیگی نماز میں کوئی فرق نہیں!! جیسے مرد حضرات نماز کے ارکان ادا کرتے ہیں ایسے ہی عورتیں نماز ادا کریں حالانکہ اہل السنّت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ میں احکام خداوندی کے مخاطب مرد و عورت دونوں ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ کے احکام جس طرح مردوں لئے ہیں عورتیں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں لیکن عورت کی نسوانیت اور پردہ کا خیال ہر مقام پر رکھا گیا ہے ان عبادات کی ادائیگی میں عورت کے لئے وہ پہلو اختیار کیا گیا ہے جس میں مکمل پردہ حاصل ہو احادیث شریفہ کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ عورت اور مرد کا نماز ادا کرنے کے طریقے میں فرق ہے۔ وہ کیا فرق ہے؟ آیئے احادیث کی روشنی میں دیکھتے ہیں!!!

عن وائل بن حجر قال جئت النبی صلی الله علیه و آله وسلم ... .فقال لی

(۱) (السنن للنسائی ج1 ص248 باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین ،سنن ابن ماجہ ج1 ص82 باب ما جاء فی مایقرء فی الوتر ج، مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص200)

(۲) (سنن نسائی ج1 ص249 ،مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص199 ،سنن الطحاوی ج1 ص204)، مجمع الزوائد ج2 ص420)، سنن الطحاوی ج1 ص205، کتاب الآثار ج1 ص142)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یا وائل بن حجر: اذا صلیت فاجعل یدیک حذو اذنیک والمراۃ تجعل یدیھا حذاء ثدیھا. (۱)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے وائل بن حجر! جب تم نماز پڑھو تو اپنے کانوں کے برابر ہاتھ اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھوں کو چھاتی کے برابر اٹھائے۔

عن یزید بن حبیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مرعلی امراتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض فان المراۃ لیست فی ذلک کالرجل. (۲)

ترجمہ: حضرت یزید بن حبیب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو عورتوں کے قریب سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم سجدہ کرو تو جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملا لیا کرو کیونکہ عورت کا حکم اس میں مرد کی طرح نہیں ہے۔''

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اذا جلست المراۃ فی الصلٰوۃ وضعت فخذھا علی فخذھا الاخریٰ فاذا سجدت الصقت بطنھا فی فخذھا کاسترما یکون لھا فان اللہ ینظر الیھا ویقول: یا ملائکتی اشھد کم انی قد غفرت لھا. (۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں کے ساتھ ملالے جو اس کے لئے زیادہ پردے کی حالت ہے۔ اللہ تعالی اس کی طرف دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے میرے ملائکہ! گواہ بن جاؤ میں نے اس عورت کو بخش دیا۔

5: عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا تقبل صلوۃ الحائض الابخمار. (۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

---

(۱) (المعجم الکبیر للطبرانی ج9 ص144، مجمع الزوائد ج2 ص222، جامع الاحادیث للسیوطی ج23 ص439، کنز العمال ج7 ص431) (۲) (مراسیل ابی داؤد ص28، السنن الکبری للبیہقی ج2 ص223، جامع الاحادیث للسیوطی ج7 ص233، کنز العمال ج7 ص462) (۳) (الکامل لابن عدی ج2 ص631، السنن الکبری للبیہقی ج2 ص223، کنز العمال ج7 ص549، جامع الاحادیث للسیوطی ج3 ص43) (۴) (ترمذی ج1 ص86 باب ماجاء لاتقبل الصلوۃ الحائض الابخمار، سنن ابی داؤد ج1 ص101 باب المراۃ یصلی بغیر خمار)

اللہ رب العزت نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے نمونہ بنا کے بھیجا۔ارشاد فرمایا: **لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنه**" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔تو اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول، فعل وعمل کی حفاظت فرمائی۔اللہ نے معانی کی حفاظت کے لیے مجتہدین کو پیدا فرمایا جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ **هم اعلم بمعانی الاحاديث**.(۱)

اللہ نے الفاظ نبوت کی حفاظت کے لیے محدثین کو وجود بخشا اور انہوں نے الفاظ حدیث کو جمع فرما کر کتب احادیث کی صورت میں امت کے سامنے رکھ دیے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کو جہاں اللہ تعالی نے فقاہت میں اعلی مقام عطا فرمائے تھا وہاں آپ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث بھی تھے اللہ تبارک وتعالی نے آپ سے الفاظ حدیث کی حفاظت کے ساتھ ساتھ معانی احادیث کی حفاظت کا بھی کام لیا آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ نے صحابہ کرام کی زیارت فرمائی اور ان سے روایات بھی لیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور زیارت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں

كفى نعمان فخرا ماروا ه

من الاخيار من غرر اصحابه كرام

کہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے لیے یہ فخر کافی ہے کہ انہوں نے جلیل القدر صحابہ کرام کرام سے احادیث روایت کی ہیں اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

ادرك الامام ابو حنيفة جماعة من الصحابة

---

(۱) (ترمذی ج ۱ ص ۱۹۳)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کی زیارت کی ہے۔

اور حضرت علامہ خوازمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

اتفق العلماء علی انه روی عن اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم

اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ امام صاحب نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم کی زیارت کی ہے اور آپ اس حدیث کا مصداق ٹھہرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طوبی من رانی و طوبی لمن رای من رانی

حدیث میں اعلیٰ سند:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ان کی سند احادی ہے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ کے درمیان ایک ہی راوی ہے صحابی رسول امام صاحب نے زیارت کی حضرت انس بن مالک کی، فرماتے ہیں:

(۱) عن ابی حنیفه قال سمعت انس بن مالک یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الدال علی الخیر کفاعله

یعنی خیر کی طرف رہنمائی کرنے والا خیر کام کام کرنے والے کی طرح ہے۔

(۲) حدثنا یقول سمعت انس بن مالک (رضی الله تعالی عنه) یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول طلب العلم فریضة علی کل مسلم

یعنی علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

(۲) اخبرنا ابو حنیفه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الله تعالی یحب اغاثة اللهفان

یعنی اللہ تعالی کو فریادخواہ کی فریادرسی پسند ہے

(۳) قال ابو حنیفه یقول سمعت ابن اوفی رضی الله تعالی عنه یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم من بنی الله تعالی مسجد اولو کمفحص قطاة بنی الله تعالی له بیتا فی الجنة .

یعنی جو اللہ تعالی کے لیے کوئی مسجد بنا دے چاہے قطاۃ پرندے کے گھونسلے کے برابر ہی ہوتو

اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے۔(۱)

امام صاحب محدثین اور فقہاء کی نظر میں:

علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ رجال (اہل سنت) کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

امام حماد بن سلیمان و ابو حنیفه ابویوسف محمد بن الحسن شافعی وھؤلاء کلھم ائمة الحدیث .

فرماتے ہیں حضرت امام حماد بن ابی سلیمان، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف محمد بن حسن، اور امام شافعی یہ سارے کے سارے ائمہ حدیث میں سے ہیں۔(۲)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کان ابو حنیفه من کبار حفاظ الحدیث واعیانھم

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کبار علماء حدیث میں سے تھے۔(۳)

مورخ اسلام علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

ویدل علی انه من کبار المجتھدین فی علم الحدیث اعتماد مذھبه بینھم والتعدیل علیه واعتباره ردا وقبولا

حضرت یحییٰ بن نصر بن حاجب فرماتے ہیں:

دخلت علی ابی حنیفة فی بیت مملوء کتابا فقلت ماھذا قال ھذا احادیث کلھا وما حدثت به الا یسیر الذی ینتفع به

حضرت یحییٰ بن نصر فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ذاتی گھر میں داخل ہوا میں نے وہاں بہت ساری کتابیں دیکھیں میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا یہ ساری کی ساری احادیث ہیں میں نے تو صرف وہی بیان کی ہیں کہ جن سے لوگوں کو فائدہ ہو۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہم عصر امام مسعر بن کدام فرماتے ہیں **طلبنا مع ابی حنیفة الحدیث فغلبنا فاخذنا فبرع وعلینا وطلبنا معه الفقه فجاء منه ماترون**

کہ ہم نے امام ابوحنیفہ کے ساتھ علم حدیث حاصل کیا اس میں بھی آپ ہم پر غالب آ گئے اور

---

(۱) (تذکرۃ النعمان ص ۸۷۔ تبیض الصحیفہ ص ۲۸) (۲) (الملل والنحل ج 1 ص 130) (۳) (تانیب الخطیب ص 156)

ہم نے فقہ حاصل کی تو وہ اب اآپ کے سامنے ہیں (یعنی ہم سے فائق ہیں) (۱)

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے سامنے ایسے تھے جیسے باز کے سامنے چڑیاں ہوتی ہیں اور ابوحنیفہ سید العلماء تھے

حضرت سوید بن نضر فرماتے ہیں: **سمعت ابن مبارک یقول لا تقول رای ابی حنیفه ولکن قولو ا تفسیر الحدیث**(۲)

حضرت سوید بن نضر فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے سنا کہ فرماتے تھے یہ نہ کہو کہ یہ امام ابوحنیفہ کی رائے ہے بلکہ یہ کہو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے۔

امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بہت مداح تھے حضرت کے اشعار جوانہوں نے امام صاحب کی مدح میں فرمائے ہیں ان اشعار سے ان کی امام صاحب نے ساتھ محبت اور عقیدت واضح ہوتی ہے فرماتے ہیں:

لقد زان البلاد ومن علیها

امام المسلمین ابو حنیفه

باثار وفقه فی حدیث

کاثار الزبور علی الصحیفه

فما فی المشرقین نظیر

ولا بالمغربین ولا بالکوفه

رایت الغائبین له سفاها

خلاف الحق حججهم ضعیفه

فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے تمام شہروں اور جو کچھ ان میں ہے اس کو مزین کر دیا۔ اور ان کی حدیث اور فقہ نے صفحات ایسے مزین کر دیئے جیسے زبور کے آثار نے صفحات کو مزین کر دیا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسا نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں اور نہ ہی کوفہ میں ان جیسا پیدا ہوا۔ میں نے امام

(۱) (عقود۔ الجواہر النقیہ)

(۲) (خیرات الحسان مترجم ص158)

صاحب پر عیب لگانے والوں کو بے وقوف دیکھا جنہوں نے ضعیف دلائل سے ان کا مقابلہ کیا(۱)

درس وتدریس:

امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ انہوں نے فرمایا کہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس ان کی مسجد میں آیا تو میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ انہوں نے صبح کی نماز پڑھی پھر لوگوں کو علم پڑھانے میں ظہر کی نماز تک بیٹھے رہے پھر ظہر کی نماز پڑھی اس کے بعد عصر تک مشغول رہے، پھر عصر کی نماز کے بعد مغرب تک اور پھر عشاء تک پڑھاتے رہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص عبادت کے لیے کب فارغ ہوگا اور یہ رات کے وقت عبادت کا خیال نہیں رکھے گا یعنی رات کو عبادت نہیں کر سکے گا۔پس میں نے خود ان کا خیال شروع کر دیکھا اور تحقیق کرنے لگا پھر جب لوگوں کی آمد رفت ختم ہوئی تو آپ غسل کر کے ایسا عمدہ لباس پہن کے مسجد کی طرف نکلے جیسا کہ دلہا ہوتا ہے پھر فجر تک نماز میں مشغول رہے پھر فجر سے تھوڑی دیر پہلے گھر تشریف لے گئے اور وہی سابقہ لباس پہن کر تشریف لائے اور صبح کی نماز ادا فرمائی پھر سارا دن وہی کیا جو پہلے دن کیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس شخص نے پہلی رات عبادت طبیعت میں نشاط کی وجہ سے کی ہوگی آج پھر دیکھوگا کہ یہ کیا کرتے ہیں۔

حضرت مسعر فرماتے ہیں جب لوگ سو گئے تو آپ پہلی رات کی طرح پھر تشریف لائے اور صبح تک عبادت میں مشغول رہے پھر صبح کے بعد درس تدریس میں مشغول ہو گئے میں نے سوچا کہ یہ شخص پہلی دو راتیں تو خوشی سے عبادت کرتا رہا ہوگا آج پھر دیکھوں گا یہ کیا کرتے ہیں فرمایا پھر تیسری رات بھی عبادت میں مشغول رہے میں نے عہد کیا کہ موت تک اب ان سے جدا نہیں ہوں گا چنانچہ ابن ابی معاذ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بے شک مسعر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مسجد میں سجدہ کی حالت میں وفات پا گئے۔(۲)

☆☆☆

---

(۱) (الفہرست لابن ندیم ص284)

(۲) (تاریخ بغداد ج13 ص356)

امام اعظم سلام تجھ پر
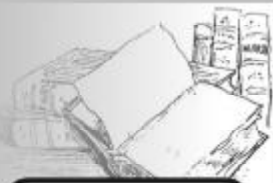
سید سلمان گیلانی

ہے مثل خورشید نام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
جہاں میں روشن ہے کام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
اگرچہ دنیا میں اور بھی ہیں امام عالی مقام لیکن
بلند ان میں ہے نام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
خدا نے دی ہے جنہیں بصیرت کہ علم وحکمت کی باتیں سمجھیں
کریں گے وہ احترام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
بہ صدق دل احترام کرتے تھے ابن ماجہ و ترمذی سے
محدثین کرام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
اگر عجم کا تو مقتدا ہے عرب بھی تجھ سے کہاں جدا ہے ؟
ہے اک عالم غلام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
ترے مخالف ہزار ٹاپیں ہزار کودیں ہزار اچھلیں
مگر ہے اونچا مقام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
ترے تفقہ کی روشنی سے ہے بزم شرح متین روشن
ہے نور عرفاں کلام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
حدیث و قرآن اور اثر ہیں تیرے تخیل کے تین محور
بنائے حق ہے پیام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
جو تیری تقلید کے ہیں منکر انہیں نظر کیوں نہیں یہ آتا
کہ خود نبی ہے امام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
تیرے عمل ہیں جو عین سنت اسی لیے تو برائے امت

ہے رہبر گام گام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
برائے تقلید نام پوچھا جو خواب میں سید علی (ہجویری) نے
نبی کے لب پہ تھا نام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر
تیرے تدبر ، تیری فراست پہ کیا کرے عرض تیرا سلمانؔ
بہت ہے بالا مقام تیرا امام اعظم سلام تجھ پر

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی شان میں نذرانہ عقیدت لفظ بہ لفظ

ابوانتظام سید عبیداللہ حسنی

☆ا امام اعظمؒ کے باغ کے اک گل معطر امین صفدرؒ
عدو کے سینے میں کھٹکتے تھے خار بن کر امین صفدرؒ

☆م مداوائے غم میں کیسے ہو ہمدم ،بتاؤ اس کی کوئی تو صورت
نہ آسکیں گے جہاں سے واپس گئے وہاں پہ امین صفدرؒ

☆ی یقین اس بات پر تھا ان کو حق پہ ہیں ابوحنیفہؒ
اسی لیے حنفیت سے نہ ڈگمگائے پل بھر امین صفدرؒ

☆ن نکیل ڈالی انہوں نے ایسی حدیث وفقہ کے منکروں کو
پکار اٹھے اماں اماں جب آئے سر پہ امین صفدرؒ

☆ص صفیں عدو کی الٹ الٹ کر ،شاہین کی مانند جھپٹ پلٹ کر
فقہ کے دشمن کوگھیرتے تھے ،سب سے بہتر امین صفدرؒ

☆ف فقیہ امت، طبیب ملت، محدث ونکتہ رس مناظر
ملیں گے نہ ہم کو اب جہاں میں چراغ لے کر امین صفدرؒ

☆د دلیل دیتے تھے ایسی حضرت کہ بھاگ اٹھتے تھے سب مناظر
فرق باطل پہ ٹوٹتے تھے قہر بن کے امین صفدرؒ

☆ر رہیں وہ خلد بریں میں یارب ،بلند ہوں ان کے رتبے ہر پل
دعائے حسنی ہے بار گاہ قدس میں اکثر امین صفدرؒ

سیاست اور حکمرانوں کی مصاحبت کے اصول

☆...... وقرالسلطان وعظم منزلته. ☆......وایاک والکذب بین یدیه.

☆......ولا تدخل علیه فی کل وقت وفی کل حال مالم یدعک لحاجة علمیة فانک اذا اکثرت الاختلاف الیه تهاون بک واستخف وصغرت منزلتک فی عینه فکن منه کما انت من النار تنتفع وتتباعدولاتدن منها فانک تتحرق وتتاذی منها.

☆......فان السلطان لایری لاحد مایری لنفسه.

☆......وایاک وکثرت الکلا م بین یدیه فانه یاخذ علیک ماتتفوّه به وقلّته لیری من نفسه بین یدی حاشیته انه اعلم منک وانه یخطئک وتصغر بذلک فی اعین قومه.

☆......ولتکن اذا دخلت علیه تعرف قدرغیرک .

☆......ولا تدخل علیه وعنده من اهل العلم من لا تعرفه فانک ان کنت ادون حالامنه لعلک تترفع علیه فیضرک وان کنت اعلم منه لعلک تحط عنه تسقط بذلک من عین السلطان.

☆......واذا عرض علیک شیأ من اعماله فلا تقبل منه الا بعد ان تعلم انه یرضا بک ویرضی مذهبک فی العلم والقضایا کی لا تحتاج الی ارتکاب مذهب غیرک فی الحکومات.

☆......ولا تواصل اولیاء السلطان وحاشیته بل تقرب الیه فقط وتتباعد عن حاشیته لیکون مجدک وجاھک باقیاً.

......اے یعقوب! (مراد امام اعظم کے شاگرد خاص قاضی القضاۃ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہیں) صاحب مرتبہ کی عزت ووقار کا خیال رکھنا اور اس کی قدر ومنزلت کا خیال رکھنا۔

......اس قسم کے لوگوں کے سامنے جھوٹ مت بولنا۔

...... ہر وقت اور ہر حال میں اس کے پاس آنے جانے کا معمول نہ بنانا جب تک تجھے کوئی علمی ضرورت نہ پیش آجائے۔ کیونکہ تم اس کے پاس کثرت سے آنا جانا رکھو گے تو وہ تمہیں معمولی درجے کا آدمی سمجھے گا اور اس کی نظروں میں تجھے اور تیرے مقام کو کمتر اور حقیر بنادے گا اور تم حاکم وقت کے ساتھ ایسے رہو جیسے آگ کے ساتھ رہتے ہو بوقت ضرورت اس سے نفع اٹھاتے ہوئے بھی اس کے قریب نہیں جاتے بلکہ اس سے دور رہتے اور آپ کو معلوم ہے کہ اس کے قریب جانے سے وہ آپ کو جلادے گی اور نقصان پہنچائے گی۔

......بلاشبہ حاکم وقت جو اپنا مقام اور مرتبہ سمجھتے ہیں وہ اپنی نظروں میں کسی اور کا نہیں سمجھتے۔

......جب اس کے پاس جانا ہوتا تو ان کے سامنے زیادہ باتیں نہ کیا کرنا کیونکہ اگر تو نے کوئی نامناسب بات کی تو وہ تیرا مواخذہ اور بے احترامی کرے گا اور اس بات کا تذکرہ اپنے حاشیہ نشینوں میں کرے گا تاکہ ان میں بیٹھ کر وہ یہ ظاہر کر سکے کہ وہ تم سے زیادہ بڑا عالم ہے اور بلاوجہ تیری غلطیاں نکالی جائیں گی اور تجھے لوگوں کی نظروں میں حقیر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

......جب تو اس کے پاس جائے تو کوشش کرنا کہ وہاں اپنی اہمیت اور دوسروں کی قدر ومنزلت کا لحاظ رکھنا اور اس کی پاسداری بھی کرنا۔

......حاکم وقت کے پاس کسی ایسے وقت میں نہ جانا جب اس کے پاس کوئی ایسے اہل علم بیٹھے ہوں جو تجھے نہ جانتے ہوں کیونکہ علمی مسائل میں بحث کے دوران اگر ان مسائل میں تو ان پر غالب آگیا تو ہوسکتا ہے تجھے اس کا نقصان ہو کیونکہ وہ بادشاہ کے مقرب ہوں تو بادشاہ کو یہ بات بری لگے اور وہ تیری ناقدری

کرے اور اگر وہ تجھ سے کم علم والے ہوں اور اپنی جہالت کا جادو بادشاہ کے سامنے جگا چکے ہوں تو آپس میں گٹھ جوڑ کر کے حاکم وقت کی نظروں میں تیری ذلت کریں گے۔

......اگر بادشاہ وقت تیرے لیے کوئی مال بھیجے تو اس کو اس وقت تک قبول نہ کرنا جب تک تجھے یقین کامل نہ ہو جائے کہ وہ تجھ سے تیرے مذہب سے اور تیرے کئے گئے فیصلوں سے راضی ہے تا کہ حکومتی سیاست میں کسی دوسرے شخص کے مذہب کو اختیار کرنے کی مجبوری لاحق نہ ہو۔

...... بادشاہ کے دوست واحباب اور حاشیہ نشینوں کے قرب اور ان کی دوستی سے بچ کر صرف اور صرف اس سے تعلقات قائم رکھنا اور اس کے علاوہ سے پرہیز کیا کر! تا کہ تیری رعب اور وجاہت قائم رہے۔

نجی زندگی کے رہنما اصول

☆......ولا تتکلم بین ید العلامة الابما تسئل عنه.

☆......وایاک والکلام فی المعاملة والتجار الابما یرجع الی العلم کی لا یوقف علی حبک ورغبتک فی المال فانهم یسیئون الظن بک ویعتقدون میلک الی اخذ الرشوة منهم.

☆......ولا تضحک ولاتتبسم بین یدی العامة.

☆......ولا تکثر الخروج الی الاسواق.

☆......ولا تتکلم المراهقین فانهم فتنة ولا باس ان تکلم الاطفال تمسح روسهم.

☆......ولا تمش فی قارعة الطریق مع المشائخ والعلامة فانک ان قدمتهم ازدری ذلک بعلمک وان اخرتهم ازدری بک من حیث ان اسن منک فان النبی قال:من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا.

☆......ولا تقعد علی قوارع الطریق فاذا دعاک ذلک فاقعد فی المسجد.

☆......ولا تاکل فی المساجد والاسوق ولا تشرب من السقایات ولا من ایدی السقائین.

☆......ولا تقعد علی الحوانیت.

☆......ولا تلبس الدیباج والحلی وانواع الابریسم فان ذلک یفضی الی الرعونة.

......عام لوگوں کے سامنے اپنی علمیت نہ بھگارا کر! ہاں اگر تجھ سے کوئی علمی بات پوچھی جائے تو اس کا جواب ضرور دیا کر۔

......تاجروں کے ساتھ ان کے تجارتی معاملات کی باتیں نہ کیا کر! بلکہ اس سے اجتناب کیا کر، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تیری اس قسم کی باتوں سے یہ اندازہ لگائیں کہ تیرے دل میں مال کی رغبت اور محبت ہے اور اس سے وہ تیرے بارے میں بدگمانی کرنے لگیں اور تیری اس قسم کی باتوں سے اندازہ لگائیں گے کہ تو ان سے رشوت لینا چاہتا ہے۔ اگر کوئی تاجر اپنے معاملات کے بارے میں تجھ سے سوال کرے تو اس کی وضاحت ضرور کیا کر!

......تو عام لوگوں کے سامنے اونچی آواز میں نہ ہنسا کر! اور نہ ہی بلاوجہ لوگوں کے سامنے مسکرایا کر! اس سے تیرے رعب میں کمی آئے گی۔

......تو بلاوجہ بازار میں نہ آیا جایا کر! اس سے عامۃ الناس کی نظروں میں عزت اور وقار میں کمی واقع ہوگی۔

......مراہق (قریب البلوغ لڑکوں) سے باتیں نہ کیا کر! کیونکہ وہ سراسر فتنہ ہوتے ہیں۔ ہاں! نوعمر بچوں سے باتیں کرنے میں اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

......مشائخ اور عام لوگوں کے ساتھ راستے کے درمیان میں نہ چلا کر! کیونکہ اگر تم ان کے آگے چلو گے تو ان کی عمر تجھ سے زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی بے ادبی کرو گے اور اگر تم ان کے پیچھے چلو گے تو اپنے علم کی قدر دانی نہ کر سکو گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

......بلاوجہ راستوں کے درمیان نہ بیٹھا کرو اور اگر اس کی ضرورت پیش آجائے تو اس کے لیے بہترین جگہ مسجد ہے۔

......مسجد میں یا بازار میں بیٹھ کر کھانے اور پینے سے مکمل اجتناب کیا کر! اور اس طرح عام پانی پینے کی سبیلوں سے یا عام بازاری پانی پلانے والوں سے پانی لے کر پینے سے مکمل پرہیز کیا کر! اس لیے کہ وہ پاکیزگی اور صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔

......عام دکانوں پر بلاوجہ جا کر نہ بیٹھا کر! اس لیے کہ ایک تو یہ عامۃ الناس کی علامت ہوتی ہے اور دوسرا عام لوگوں کی نظروں میں آپ کی اہمیت کم ہو جائے گی اور ان کی نظروں میں آپ کا علمی مقام اور وقار ختم ہو جائے گا۔

......دیباج اور زیورات اور ابریشم کسی بھی قسم کی ریشم کو استعمال نہ کیا کر! اس لیے کہ اس کو استعمال کرنے سے آدمی میں تکبر پیدا ہوتا ہے۔

فائدہ ۱: عام لوگوں کے سامنے بلاوجہ علمی مسائل بیان کرنے سے دو نقصان ہوں گے ایک علم کی ناقدری اور دوسرا اہل علم کی ناقدری ہوتی ہے اور یہ دونوں نقصان دہ عمل ہیں ایک علماء کے لیے نقصان دہ ہے اس کی وہ سے لوگ ان سے علمی استفادہ نہ کیا کریں گے ارو دوسری علم کی ناقدری ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا خطرہ ہے اور یہ بات زیادہ خطرناک ہے۔

فائدہ ۲: اگر کسی کے ہاں مہمان گئے اور صاحب خانہ اپنے گھر میں موجود نہ ہو تو ان کے انتظار میں عام یا بازری مقامات پر بیٹھنے کی بجائے یا ان کے گھر کے باہر بیٹھے رہنے کے محلے کی مسجد میں جا کر بیٹھنا چاہیے اس سے علمی وقار بھی قائم رہتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں عزت بھی رہتی ہے اور اللہ کا مہمان بننے کا شرف بھی ملتا ہے۔

ازدواجی زندگی کے اصول

☆......ولاتکثر الکلام فی بیتک مع امراتک فی الفراش الا وقت حاجتک الیھا الا بقدر ذلک.

☆......ولاتکثر لمسھا ومنھا ولا تقربھا الابذکر اللہ تعالیٰ و تستخیر فیه.

☆......ولاتتكلم امر نساء الغير بين يديها.

☆......ولا بامر الجوارى فانها تنبسط اليك فى كلامك ولعلك اذا تكلمت عن غيرها تكلمت عن الرجال الاجانب.

☆......ولا تتزوج امراة كان لها بعل، او اب ، او ام ، او بنت ، ان قدرت الا بشرط ان لا يدخل عليها احد من اقاربها.

☆ ...... فان المراة اذا كانت ذات مال يدعى ابو ها ان جميع مالِها له وانه عارية فى يدها.

☆......ولا تدخل بيت ابيها ما قدرت.

☆......واياك ان ترضى ان تزف فى بيت ابويها فانهم ياخذون اموالك ويطعمون فيها غاية الطمع.

☆......واياك ان تنزوج بذات البنين والبنات.

☆......فانها تدخرجميع المال لهم.

☆......وتسرق من مالك وتنفق عليهم.

☆......فان الولد اعز عليها منك.

☆......ولا تجمع بين امراتين فى دار واحدة.

☆......ولا تتزوج الا بعد ان تعلم انك تقدر على القيام بجميع حوائجها.

اگر اپنے گھر میں ہونے کی صورت میں اپنی بیوی کے ساتھ ایک بستر میں سونے کی ضرورت پیش آجائے تو اس کے ساتھ شرعی ضروریات کے علاوہ بے کار باتیں نہ کیا کر! اور اگر ضرورت آ گئی تو بس ضرورت کی حد تک باتیں کیا کر۔

......اس کو چھیڑ ا چھاڑی اور چھونا زیادہ نہ کیا کر اور اس کے قریب ہونا پڑے تو پہلے اللہ کا ذکر اور اس سے خیر طلب کر لیا کرو۔

......دوسری عورتوں کی باتیں اور ان کے معاملات اپنی بیوی کے سامنے بیان نہ کیا کر۔

......لونڈیوں کے معاملات بھی اس کے سامنے نہ بیان کیا کر! ورنہ وہ تجھ سے اسی قسم کی باتیں اور زیادہ کیا کرے گی اور ہوسکتا ہے وہ موقع پا کر دوسری عورتوں کے سامنے غیر مردوں کا تذکرہ کیا کرے۔

...... جب شادی کی ضرورت پیش آجائے تو جہاں تک ممکن ہو کسی ایسی عورت سے شادی نہ کرنا جو مطلقہ ہو، یا اس کا باپ اس کے ساتھ ہو، یا اس کی ماں، یا اس کی کوئی بیٹی ہو اور اگر ایسا کرنا ہی پڑ جائے تو یہ شرط لگا دینا کہ اس کے رشتہ داروں میں سے کوئی اس کے پاس نہیں ٹھہرے گا۔

......اگر وہ عورت مال والی ہوگی تو اس کا باپ جگہ جگہ یہ کہتا پھرے گا کہ سارا مال میرا ہے اور میں نے عارضی طور پر اس کو دیا ہوا ہے۔

...... جہاں تک ممکن ہوسکے اس کے باپ کے گھر میں نہ جایا کرنا۔

......ایسا ہرگز نہ کرنا کہ شادی کے بعد شب زفاف اپنے سسر کے گھر گزارو، ورنہ آپ کا سارا مال لے کر بھی ان کی لالچ اور طمع ختم نہ ہوگا۔

...... جب تجھے نکاح کی ضرورت پیش آئے تو ایسی عورت سے نکاح نہ کرنا جو پہلے سے اولاد والی ہو ورنہ وہ سارا مال ان کے لیے جمع کرتی رہے گی اور آپ کی پرواہ بھی نہ کیا کرے گی تیرے مال میں سے چوری کر کے ان پر بے جا خرچ کیا کرے گی۔ بے شک اس کی سابقہ اولاد اس کی نظروں میں تجھ سے بہت زیادہ محبوب اور قابل عزت ہوگی۔

......کبھی دو عورتیں ایک گھر میں ایک ہی نکاح میں جمع کر کے نہ رکھنا۔

......اس وقت تک شادی نہ کرنا جب تک تو یہ بات اچھی طرح نہ جان لے کہ شادی کے بعد کے تمام اخراجات کی تو خود کفالت کر لے گا۔

فائدہ: بیوی کے پاس رات کے وقت بستر میں ہونے کی صورت میں زیادہ باتیں نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سنت کے مطابق آداب کا خاص خیال رکھا جا سکے اور اس سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول

دعائیں پڑھ لینی چاہیں اوردوسری بیوی سے اگرشادی کی ضرورت پیش آجائے توان کوایک دوسرے سے بہت دور رکھنا ورنہ وہ تیرے خلاف سازشیں کرتی رہا کریں گی اوراگرایسا نہ ہوتووہ آپس میں جھگڑا کرکر کے تیراجینا دوبھر کردیں گی اس لیےان کا آپس میں ایک دوسرے کےقریب رکھنا مناسب نہیں ہے۔

حصول علم کےاصول

☆......**واطلب العلم اولا ثم اجمع المال من الحلال ثم تزوج.**

☆......**فانک ان طلبت المال فی وقت التعلم عجزت عن طلب العلم.**

☆......**ودعاک المال الی شراء الجواری والغلیان وتشتغل بالدنیا والنساء قبل تحصیل العلم فیضیع وقتک یجتمع علیک الولد ویکثر عیالک فتحتاج الی القیام بمصالحهم وتترک العلم.**

☆......**واشتغل بالعلم وقت عنفوان شبابک ووقت فراغ قلبک وخاطرک.**

☆......**ثم اشتغل بالمال لیجتمع عندک فان کثرت الولد والعیال یشوش البال فاذا جمعت المال فتزوج.**

......سب سے پہلے حصول علم میں مصروف ہونااس کے بعدحلال طریقے سے مال جمع کرنااوراس کے بعد شادی کی طرف متوجہ ہونا۔

......ورنہ حصول علم کےدوران آپ اگرمال جمع کرنے میں لگ گئےتوعلم حاصل کرنے کاحق ادانہیں کرسکوگے۔

......اگرکسی کے پاس مال جمع ہوجائے توانسان کادل چاہتاہے کہ اپنی خدمت کے لیےکوئی لونڈی یاغلام خریدلےاوراس طرح کرنے سے وہ لازماً دنیاکےدوسرے امورمیں مشغول ہوجائے گاعلم کےحصول کی بجائےعورت میں مشغولیت ہوجائے گی اورعلم کےحصول سے پہلے اس طرح مشغول ہونے میں بہت وقت ضائع ہوجائے گااور جب آپ کے پاس لونڈی یامنکوحہ بیوی ہوگی تو آپ کے ہاں یقیناًاولادبھی پیداہوگی اوراس طرح خاندانی معاملات میں اوران کی ضروریات کے پورا کرنے میں لگے رہنے سے

حصول علم کی کوشش چھوٹ جائے گی۔

......بہتر یہ ہے کہ علم کے حصول میں جوانی میں مشغول ہو جاؤ جب کہ دل میں فرصت اور طبیعت میں کشادگی اور بے فکری غالب ہوتی ہے۔

......اس کے بعد مال کے جمع کرنے میں مصروف ہو جاؤ! ورنہ اگر اولاد پہلے ہی زیادہ ہوگی اور بڑا خاندان بن گیا تو تیرے احوال میں انتشار اور تیری طبیعت میں بے چینی پیدا ہو جائے گی، ہاں جب مال جمع ہو جائے تو اس کے بعد نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فائدہ: یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ جو حضرات دوران تعلیم ٹیوشن یا امامت یا موذنی یا چوکیداری وغیرہ میں مصروف ہو جاتے ہیں وہ ہزار کوشش کے باوجود حصول علم کا حق ادا نہیں کر سکتے اس لیے کہ ان کا دھیان صحیح معنوں میں علم کی طرف نہیں جمتا بلکہ طبیعت منتشر رہتی ہے۔

اخلاق عامہ کے اصول

☆......وعليک بتقوى الله تعالىٰ .

☆......واداء الامانة والنصيحة لجميع الخاصة والعامة .

☆......ولا تستخف بالنساء ووقر نفسک ووقرهم .

☆......ولا تكثر معاشرتهم الابعد ان يعاشروک وقابل معاشرتهم بذكر المسائل فانه ان كان من اهله اشتغل بالعلم وان لم يكن من اهله احبک .

☆......واياک وان اتكلم العامة بامر الدين فى الكلام فانهم قوم يقلدونک فيشتغلون بذلک .

......زندگی کے ہر موڑ پر تقویٰ اور پرہیز گاری کے راستے پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

......امانتوں کی پاسداری کرنا اور ہر خاص و عام کے لیے خیر خواہی اور نصیحت کو لازم پکڑنا ہے۔

......اپنی عام زندگی میں کوئی ایسا رویہ اختیار نہ کرنا جس سے آپ کی وجہ سے لوگوں کی یا آپ کی اپنی عزت

میں کمی آئے بلکہ اپنے وقار کو خاص طور سے پیش نظر رکھنا اور عام لوگوں کے وقار کا دھیان بھی لازمی رکھنا۔

......عام لوگوں کے ساتھ کثرت سے میل جول نہ رکھا کر۔ ہاں! اگر کوئی آپ کے ساتھ میل جول رکھے تو اس کے ساتھ میل ملاقات میں کوئی حرج نہیں اور جب بھی عام لوگوں میں سے کسی کے ساتھ میل جول اختیار کرنا پڑے تو ان کے سامنے دینی مسائل بیان کیا کر! اور اگر ان میں کوئی ایسا شخص ہوگا جو علم کا قدر دان یا علمی ذوق والا ہوگا تو وہ آپ کی قدر دانی کرے گا اور اگر ایسا کوئی بندہ نہ ہوگا تو وہ سب لوگ آپ سے محبت کرنے لگیں گے۔

......عام لوگوں کے سامنے علم کلام کے مسائل بیان کرنے سے مکمل اجتناب کر! اور اگر آپ نے ایسا کیا تو عام لوگوں میں سے بعض لوگ آپ کی تقلید کرتے ہوئے علم کلام میں انہماک پیدا کرلیں گے جب کہ وہ اس کے بارے میں جانتے کچھ بھی نہ ہوں گے۔

فائدہ: علم کلام اس کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ دین اسلام پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے تاکہ کفار کو اسلام کی طرف مائل کیا جاسکے یا معاندین کی علمی مقابلے سے زبان بندی کی جاسکے اور اس میں عام لوگوں کو اجتناب کرنا چاہیے ورنہ معمولی مسائل بڑے فتنے کی وجہ بن سکتے ہیں۔

علماء کے بارے میں اصول

☆......ومن جائک یستفتیک فی المسائل فلا تجب الا عن سُواله.

☆......ولا تضم الیه غیره فانه یشوش علیک جواب سُواله.

☆......وان بقیت عشر سنین بلا کسب و لا قوة فلا تعرض عن العلم فانک ان اعرضت عنه کانت معشتک ضنکا عی ماقال الله تعالیٰ: ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا.

☆......واقبل علی متفقهیک کانک اتخذت کل واحد منهم ابنا و ولدا لتزیدهم رغبة فی العلم.

☆......ومن ناقشک من العامة والسوقة فلا تناقشه فانه يذهب ماء وجهک.

☆......ولا تحتشم من احد عند ذكر الحق وان كان سلطانا.

☆......ولا ترض من نفسک من العبادات الا باكثر مما يفعله غير، و يتعاطاها، فان العامة اذا لم يروا منک الاقبال على الطاعات باكثر مما يفعلو نها يعتقدون فيک السوء، وقلة الرغبة فيها ويعتقدوا ان علمک لا ينفعک ولا يفيد الا ما نفعهم الجهل الذى هم فيه.

......اگر کوئی شخص آپ کے پاس اپنے مسائل کا جواب لینے یا فتویٰ لینے کے لیے آئے تو اس کو اسی سوال کا جواب دو جو اس نے آپ سے پوچھا ہے۔

......جب کسی کے سوال کا جواب دینا چاہو تو اس سوال کے ساتھ اپنی طرف سے کوئی بات نہ ملایا کرو ورنہ سائل کے اصل سوال کا جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔

......اگر تو دس برس تک بھی بے روزگار رہے اور تیرے پاس کھانے پینے کے لیے بھی کچھ نہ ہو تو بھی علم سے منہ نہ موڑنا اور اگر آپ نے اس سے اعراض کیا تو اللہ تیری دنیا کی زندگی کو تنگ دستی والی زندگی بنا دیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شخص میرے ذکر سے منہ موڑتا ہے تو اس کی زندگی تنگی والی بنا دی جاتی ہے۔

......جو لوگ علم فقہ کے حصول کا ارادہ کر کے آپ کے پاس آئیں تو ان کی طرف پوری توجہ دیا کر! اور ان کو یوں سمجھنا جیسے وہ تیری اپنی اولاد کی مانند ہے اور ان میں سے ہر ایک کو اپنی اولاد کی مانند سمجھنا، آپ کے اس انداز سے ان کی حصول علم میں رغبت اور زیادہ بڑھ جائے گی۔

......اگر عام لوگوں میں سے کوئی شخص تیرے ساتھ جھگڑا کرے تو آپ ان کے ساتھ جھگڑا نہ کیا کر! ورنہ ان کے دلوں سے تیری رعب ختم ہو جائے گا اور حق بات بیان کرنے میں کسی شخص کے جاہ وحشم کی پرواہ نہ کرنا خواہ وہ حاکم وقت ہی کیوں نہ ہو۔

......عام لوگ جس قدر عبادت کرتے ہیں تو ان سے زیادہ عبادت کر! بلکہ اپنے آپ کو عبادت میں مشغول

رکھا کر! اس لیے کہ جب عام لوگ آپ سے عبادت کی کثرت کا مشاہدہ نہیں کریں گے بلکہ جتنی عبادت وہ خود کرتے ہیں اتنی ہی آپ کو کرتے ہوئے وہ دیکھیں گے تو وہ آپ کے بارے میں بدگمانی میں مبتلا ہو جائیں گے اور وہ سمجھیں گے کہ آپ کو عبادت میں کوئی رغبت نہیں ہے اس لیے وہ آپ کے بارے میں یہ سوچنے لگیں گے کہ آپ کے علم نے آپ کو اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا فائدہ ہمیں ہماری جہالت نے دیا ہے۔

فائدہ: امام اعظم نے جو علمی راستے کو ترک کرنے پر رزق کے تنگ ہو جانے کی وعید سنائی ہے وہ اللہ کے اس قول کی طرف اشارہ: ''**ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیامة اعمیٰ.**''

جس کا مفہوم یوں ہے فرمایا جو شخص ہمارے ذکر سے اعراض کرے گا تو ان کے لیے دنیا کی زندگی تنگی والی بنا دیتے ہیں اور قیامت کے دن اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے اسی طرح علم دین بھی چونکہ اللہ کے ذکر اور عبادت کی ایک قسم ہے اور جو اس سے اعراض کرے گا اس کو بھی اسی قسم کی سزا متوقع ہے۔

فائدہ: عبادت کی عادت انسان کا وقار بڑھانے کے ساتھ ساتھ اللہ کی رضا اور قرب کا باعث ہوتی ہے جس سے علمی کام کرنا آسان ہو جاتا ہے اور انسان کی عملی زندگی میں ترقی اور برکت اس پر مستزاد ہوتی ہے اس لیے کہ جو شخص عالم ہو اور اس علم کے مطابق عمل نہ کرتا ہو تو اس کو اس علم کا کیا فائدہ ہوگا؟؟ اس لیے ضروری ہے کہ عالم لوگوں سے عبادت اور اعمال زیادہ بجالائے۔

عملی زندگی کے اصول

☆......**واذا دخلت بلدة فیهااهل العلم فلا تتخذها لنفسک بل کن کواحد من اهلهم لیعلموا انک لا تقصد جاههم والا فانهم یخرجون علیک باجماعهم اویطعنون فی مذهبک والعامة یخرجون علیک ومن ینظرون الیک باعینهم فتصیر مطعونا عندهم بلا فائدة.**

☆......ولا تفت وان استفتوک فی المسائل فلا تناقشهم فی المناظرة والمطارحات. ولا تذکر لهم شیئا الاعن دلیل واضح.

☆......ولا تطعن فی اساتذتهم فانهم یطعنون فیک لقول الله تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدوا بغیر علم. وکن من الناس علی حذر.

☆......وکن لله فی السرک کما انت له فی علا نیتک ولا تصلح امر العلم الا بعد ان تجعل سره کعلا نیته.

☆......واذا ولاک السلطان عملا لا یصلح لک فلا تقبل ذلک منه الا بعد ان تعلم ان لو لم تقبله قبله غیرک یتضرر به الناس وبعد ان تعلم انه انما یولیک ذلک الا لعلمک.

☆......وایاک وان تتکلم فی مجلس النظر علی خوف او وجل فان ذلک مما یورث الخلل فی الخاطر والا حاطة ولکل فی اللسان.

......جب آپ کا کسی شہر میں قیام ہو اور وہاں اور بھی اہل علم ہوں تو ان سے ہٹ کر اپنی الگ حیثیت نہ منوانا بلکہ انہی میں سے ایک بن کر رہنا تا کہ ان کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ آپ جاہ وحشم کے طلب گار ہو ورنہ وہ سب مل کر آپ کے خلاف محاذ آرائی شروع کریں گے اور آپ کے مذہب کے بارے میں ایسی طعن تشنیع کریں گے کہ ان کو دیکھ کر عام لوگ بھی آپ کے خلاف محاذ آرائی پر اتر آئیں گے اور آپ کی طرف ایسے انداز سے دیکھیں گے کہ آپ بلا وجہ ان کی نظروں میں برے بن جاؤ گے۔

......اگر اس علاقے میں کوئی شخص آپ سے فتویٰ طلب کرے تو بھی ان کی موجودگی میں کوئی فتویٰ نہ دینا اور وہاں کے اہل علم کے ساتھ علمی جھگڑوں میں نہ پڑنا اور نہ ان کے ساتھ مناظرے وغیرہ کرنا اور علمی بحثت ومباحثہ میں الجھنا۔ البتہ جب بھی ان کے سامنے کوئی بات بیان کرنے کی ضرورت پیش آئے تو واضح دلیل کے ساتھ بات کھول کر ان کے سامنے پیش کر دینا اور ان کے اساتذہ کے بارے میں کوئی برائی بیان

نہ کرنا اور نہ وہ آپ کے بارے میں طعنہ زنی کرنے لگیں گے جیسا کہ اللہ کا قول: اور تم برا نہ کہو ان کو جن کی اللہ کے علاوہ لوگ عبادت کرتے ہیں ورنہ وہ اللہ کو آپ کی دشمنی اور بے علمی کی وجہ سے برا کہنے لگیں گے۔

......لوگوں کے ساتھ محتاط میل جول رکھا کر کیونکہ معلوم نہیں کون شخص آپ کے پاس کس رنگ میں آئے گا۔

......اللہ کے ساتھ تنہائی میں بھی ویسا ہی تعلق رکھا کر! جیسا تم عام لوگوں کے سامنے رکھتے ہو اور جب تک تیرا ظاہر تیرے باطن کے موافق نہ ہوگا اس وقت تک علمی مسائل اور دوسری علمی ضروریات کو پورا نہ کر سکے گا۔

...... تجھے حاکم وقت کسی جگہ کا یا کسی کام کا ذمے دار بنائے اور تو اس کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کو اس وقت تک قبول نہ کرنا جب تک آپ کو یقین نہ ہو جائے کہ یہ کام آپ کے علاوہ کسی ایسے نااہل کے حوالے کیا جانے والا ہے جو عام لوگوں کے لیے نقصان دہ ہے اور آپ کو اس کام کی سپردگی آپ کی علمی برتری کی وجہ سے دی جا رہی ہے۔

......تو جب کسی خوف یا ڈر کی کیفیت میں ہو تو کسی سے علمی مناظرہ نہ کرنا اس لیے کہ ایسے موقعہ پر کھل کر بات نہیں ہو سکے گی بلکہ طبیعت میں خلل؛ مضمون بیان کرنے میں مشکل اور انداز بیان میں لکنت ہوگی جس سے آپ لوگوں کے سامنے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے سے قاصر رہو گے اور لوگ آپ کی قدر و منزلت سے آگاہ نہ ہو سکیں گے۔

وفیات

☆......قاری بشیر احمد صاحب امیر اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ شیخوپورہ ڈویژن کے والد محترم جو کہ رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے ادارہ قافلہ حق کی پوری ٹیم ان کے لیے دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت ان کو جنت میں بلند مقام عطا فرمائے۔

☆......رانا رضوان صاحب احناف میڈیا سروس کے ڈیزائنر کے ماموں جان رانا محمد اقبال خاں جو کہ طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ان کے جملہ ورثاء کو صبر کی توفیق عطا فرمائے ورثاء میں انہوں نے تین بیٹے، رانا شہزاد، رانا شیراز، رانا شہباز چھوڑے ہیں۔

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

کی معرکۃ الآراء کتب

- حدیث اور سنت میں فرق ــــ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ؒ
- میں حنفی کیسے بنا؟ ــــ مولانا امین صفدر اوکاڑوی ؒ
- نماز اہل السنت ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- فرقہ اہلحدیث کا تحقیقی جائزہ ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- فرقہ بریلویت کا تحقیقی جائزہ ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- جماعت المسلمین کا تحقیقی جائزہ ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- صراط مستقیم کورس (برائے مرد حضرات) ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- صراط مستقیم کورس (برائے خواتین) ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- عقائد اہل السنۃ والجماعۃ ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- القواعد فی العقائد ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- فضائل اعمال پر اعتراضات کا جواب ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- مسئلہ بیس تراویح ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- اصول مناظرہ ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- مناظرہ حیات النبی ﷺ ــــ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

- داڑھی کا وجوب اور مسنون مقدار ــــ مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
- فرقہ واریت ــــ مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
- آئینہ غیر مقلدیت ــــ مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
- بارہ مسائل ــــ مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
- حنفی تحقیقی جائزہ ــــ مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
- حقیقی نظریات صحابہ رضی اللہ عنہم ــــ مولانا نور محمد تونسوی حفظہ اللہ
- اسلام کے نام پر ہوئی پرستی ــــ مولانا نور محمد تونسوی حفظہ اللہ
- منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں ــــ مولانا نور محمد تونسوی حفظہ اللہ
- 135 سوالات کے جوابات ــــ مولانا نور محمد تونسوی حفظہ اللہ
- تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب ــــ مولانا نور محمد تونسوی حفظہ اللہ
- گوہر شاہیت اور قادیانیت ــــ مولانا محمد نواز فیصل آبادی حفظہ اللہ
- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جلالت شان ــــ مولانا عبدالستار مروت حفظہ اللہ
- چھپے راز مکمل (5) حصے ــــ مفتی محمد عمر حفظہ اللہ
- کھلے راز ــــ عامر انوری حفظہ اللہ

- نماز میں رفع یدین نہ کرنے کے دلائل: ــــ 30/-
- نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے دلائل: ــــ 30/-
- نماز میں آمین آہستہ کہنے کے دلائل: ــــ 30/-
- نماز میں امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کے دلائل: ــــ 30/-
- مسئلہ تقلید کے دلائل ــــ 30/-
- عقیدہ حیات النبیؐ کے دلائل ــــ 30/-
- مسئلہ تین طلاق کے دلائل: ــــ 30/-
- بیس رکعات تراویح کے دلائل: ــــ 30/-
- جرابوں پر مسح نہ کرنے کے دلائل: ــــ 30/-
- عقائد و نظریات (اہل سنت والجماعت) ــــ 30/-
- مکے اور مدینے والوں سے غیر مقلدین کے شدید اختلافات ــــ 30/-
- ننگے سر نماز نہ پڑھنے اور سر ڈھانپ کر پڑھنے کے دلائل ــــ 30/-
- مرد اور عورت کی نماز میں فرق کے دلائل ــــ 30/-

مسائل و دلائل پر مبنی خوبصورت رنگین پوسٹرز

CONTACT US
0321-6353530